تجھ سنگ نینا لاگے
از نیلم ریاست

روز کی طرح آج بھی اسکی آنکھ آلارم کی پہلی گھنٹی پر ہی کھل گئی تھی ۔ اس نے اسی وقت چارپائی چھوڑ دی ۔۔ باتھ روم میں جانے سے پہلے دادا ابا کے پلنگ کے قریب کھڑے ہو کر انکی چلتی ہوئی سانسوں کا یقین کیا ۔۔۔ اور جب انکے ہلکے ہلکے خراٹے سن کر دل کو تسلی حاصل ہوگئی تو وہ انکے کمرے کا دروازہ دھیرے سے کھولنے اور دوبارہ سے بند کرنے کے بعد باہر آگئی۔ سیڑھیوں کی طرف جا رہی تھی مگر رک گئی ۔ چھوٹی چھوٹی گوں گوں کی آواز نے ساری توجہ چھین لی لبوں پہ خود بخود مسکراہٹ دوڑ گئی ۔ سٹور روم کے ساتھ والا کمرہ ثمرہ کا تھا ۔ اور آج کل وہ اپنے چھوٹے سے گول گپے کے ساتھ رہنے آئی ہوئی تھی ۔ دروازہ ان لاک ہی تھا اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ گھر پوری طرح سے بند تھا مین اور سیڑھیوں والا دروازہ اگر لاک ہوتے تو باقی کوئی فکر نہیں تھی ۔ کمرے میں نائٹ بلب کی روشنی پھیلی ہوئی تھی ۔ ثمرہ کی رضائی تقریباً بیڈ سے نیچے پڑی تھی ۔ خود وہ آنکھوں پر بلائنڈ فولڈر لگائے خراٹے بھر رہی تھی ۔ پھر اس کی نظر اس وجود پر پڑی جس کی کشش میں اندر آئی تھی ۔ چھ ماہ کا عبداللہ اماں کی ساری محنتوں سے دی گئی پیکنگ اکھیڑ اکھاڑ کر ننگا پڑا اپنے پیروں کے انگوٹھے منہ میں ڈالنے کی بھرپور کوشش میں تھا ۔

مسکراتے ہوئے آگے آئی رضائی اٹھا کر ثمرہ پر ڈالی ۔ اور بے بی کاٹ میں لیٹے عبداللہ کی طرف آئی ۔۔ اسکو بھی اچھی طرح کمبل اوڑھا کر گود میں اٹھا لیا ۔۔ "" آپ کی صبح تو میرے ساتھ ہی ہوتی ہے ہنہ عبداللہ شہزادے ۔۔ "" سرگوشیوں میں عبداللہ سے باتیں کرتی اسکی دودھ والی خالی بوتلیں اٹھا کر نائٹ بلب کو بھی بند کرتی باہر آگئی ۔ کچن کی لائٹ پہلے سے جلتی دیکھ کر تھوڑی حیرت بھی ہوئی مگر اندر کام کرتے رشید کو دیکھ کر اور بھی حیرت ہوئی ۔
"" رشید تم اتنے منہ اندھیرے کچن میں ۔ ??."" ۔رشید اسکی آواز پر چونک کر پلٹا ۔۔۔ "" آپ اٹھ گئیں چھوٹی بی بی چائے یا لسی کچھ بنا دوں ۔۔۔ ??.. "" اسکے لئے رشید کے لہجے میں ہمیشہ عزت ہی ہوتی "" ارے نہیں میں تو بس عبداللہ کے لئے دودھ لینے آئی ہوں مگر تم نے نہیں بتایا کیا واصف کی آج پھر کوئی ٹرپ ہے ۔۔۔ "" اسکی بات پہ رشید ہنس دیا ۔۔

نہیں چھوٹی بی بی واصف بھائی کی ٹرپ ہو تو تیاری یوں خفیہ کب ہوتی ہے وہ تو چار دن پہلے سے ہی مینیو بتانے لگ جاتے ہیں ۔۔
یہ تو چھوٹے صاحب آئے ہیں انکے لئے کافی بنا رہا ہوں ۔۔۔
لائیں یہ خالی بوتلیں مجھے دے دیں میں دھو کر پھر سے تیار کر دیتا ہوں ۔۔ سبھی کو علم تھا کہ رشید کس کو چھوٹے صاحب کہہ کر مخاطب کرتا ہے ۔ اور اس کے منہ سے چھوٹے صاحب سنتے ہی امثال کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا ۔ جو رشید کی نظروں سے یہ منظر چھپا نہیں تھا اسی لئے اب وہ اسے باتوں میں لگا کر دھیان بٹانا چاہ رہا تھا ۔ اس نے آگے بڑھ کر فریج سے تازہ دودھ کا بنا پڑا فیڈر نکال کر مائیکرو ویو میں رکھا ۔ پھر سپاٹ سے لہجے میں رشید کو ہدایت دی ۔۔۔ "" رشید خالی کافی مت دینا پہلے لسی پلوا کر پھر کافی دینا ۔۔۔ "" رشید نے تابعداری سے سر اثبات میں ہلا دیا ۔

"" میں دے دوں گا باجی مجھے نہیں لگتا کہ وہ نا کریں گے چھوٹے صاحب میں ضد اور غصہ تو ہے ہی نہیں ہے جی بس سنجیدہ بہت ہیں بات کم کرتے ہیں مگر دل کے بڑے درویش ہیں ۔ "" رشید بول رہا تھا اور امشال کے اندر باہر دھواں بھر رہا تھا ۔ وہ جلدی سے کچھ بھی کہے بغیر کچن سے نکل آئی ۔ اسی وقت وہ مین ڈور سے اندر آیا تھا ۔ یقیناً مسجد سے نماز پڑھ کر آ رہا تھا ۔ کالے کھدر کے سوٹ پہ اس نے براؤن گرم چادر اوڑھی ہوئی تھی ۔ وہ بھی امشال کے وجود کو اسی طرح اگنور کرتا دادا کے کمرے کی جانب بڑھ گیا جیسے امشال اسکو نظر انداز کرتی سپیر روم میں چلی گئی ۔ کیونکہ اوپر اپنے بیڈ روم میں اب وہ جانا ہی نہیں چاہتی تھی ۔ اور دل میں دعا کر رہی تھی کہ یا اللہ جب تک امی ابا عمرہ سے واپس نہیں آجاتے یہ وقت خیر سے گزر جائے ۔

★★★★★

امشال کی بچی بیمار پڑنے کا پروگرام تو نہیں تمہارا یہ املی کا
پندرہواں پیکٹ ہے ۔ اور اب جو رات کو میری جان
کھائی ناں کہ امی گلا بند ہو گیا ہے تو رکھ جوتے لگاوں گی
۔ "" امی کی ڈانٹ پر اس نے اپنے باب کٹ بالوں کو
مخصوص سٹائل میں جھٹکا دیکر لاپرواہی سے کندھے اچکائے
"" امی اپنی ڈانٹ سنبھال کر رکھیں کسی اور وقت کے لئے
آج تو آپ کا کہا سچ ثابت ہونے والا نہیں ہے کیونکہ یہ جو
املی آپکے سامنے میں نے کھائی ہے نہ یہ کھٹی نہیں میٹھی
املی ہے ۔۔ اگر یقین نہیں تو چکھ کر دیکھ لیں ۔"" اس
نے فٹ سے املی امی کے منہ کے آگے کی ۔ "" ارے
ادھر ساڑو اس سوغات کو تمہیں ہی مبارک ہو ۔۔ ""

امی نے اسکا ہاتھ جھٹک کر دور کر دیا ۔۔۔ تو وہ واپس صوفے کی زمیوں میں خود کو دفن کرتے ہوئے پر سوچ انداز میں بولی ۔۔ "" امی ایک بات تو بتائیں ۔ ؟؟ امی نے الماس کی قمیض کی ترپائی کرتے ہوئے اک لمحے کو سر اٹھا کر اپنی لاڈلی بیٹی کے چہرے کو دیکھا ۔۔ "" پوچھو ہو گا پھر کوئی الٹا سیدھا خیال ۔۔ "" اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔۔ "" ارے کہاں میری پیاری راج دلاری ماں ۔۔۔ میں تو صرف یہ جاننا چاہ رہی تھی کہ کیا آپ پیدائشی سڑو ہیں یا شادی کے بعد ہوئیں ۔۔ ؟؟... "" امی نے اپنا کام ترک کر کے اس بار اسکو ملامتی نظروں سے دیکھا ۔۔ "" بس انہی فضول باتوں اور سوالوں کے لئے تم میرے گھر پیدا ہوئی ہو ۔۔۔ "" انکی بات اندر آتا ابسام جاری رکھتے ہوئے شروع ہو گیا ۔۔۔ "" خالہ اسکو اور بھی بہت سے کام کرنے تھے جس کے لئے دنیا میں آئی ہے مثلاً رسالے پڑھنا موویز دیکھنا ۔لوگوں کی جھوٹی شکایتیں لگا کر ان کو ابا سے جھڑکیاں پڑواتا ۔۔۔ ویسے بندری تمہیں شرم تو نہ آئی ہو گی ابا کو بتاتے کہ خالو جی ابسام دوستوں کے ساتھ سینما گیا ہے ۔ "" اینڈ پہ اس نے امثال کی نکل اتارتے ہوئے کہا تھا ۔۔ اور وہ اسکو نظر انداز کرتی بھاگ کے جا کر خالہ کے گلے لگی تھی ۔۔ "" میں نے آپکو اتنا مس کیا تھا مجھے کوئی نہیں پتا اگلی دفعہ جب آپ اپنی نند کے گاؤں جائیں گی میں بھی آپکے ساتھ چلوں گی

"" خالہ نے محبت سے اسکو ساتھ لگا کر دو تین بوسے لے ڈالے ۔۔ردوسری طرف ابسام نے اپنی خالہ کو اشارہ کیا ۔۔۔ "" خالہ امی دیکھ رہی ہیں لوگ ہمیں جلانے کو کیسے ہیار کا کھلا اظہار کر رہے ہیں ورنہ دیکھ لیجیے گا جس دن کلمے پڑھے گئے ناں ۔۔ کہاں کی خالہ کہاں کی بھانجی ظالم ساس اور سازشی بہو ہی نس دیکھنے کو ملے گی ۔ بس آپ اور میرا پیار ہی سچا ثابت ہونا ہے ۔۔۔ "" وہ بھی خالہ کا ہاتھ پکڑ کر صوفے پہ انکے برابر بیٹھ گئی ۔ "" فکر نہ کرو یہ میری ساس ہیں تمہاری نہیں ظلم بھی کریں گی تو پیار سے ۔۔۔۔ اور جہاں تک رہی سازشی بہو کی بات تو مسٹر ابسام سکندر سازشیں تو ہونی ہی ہوتی ہیں مگر اپنی شزادی خالہ کے نکھٹو بیٹے کے خلاف ۔۔ کیوں خالہ ۔۔۔ !! "" اس نے رائے خالہ سے مانگی جواب امی کی طرف سے خاصا گرم آیا ۔۔۔" کیا کروں میں تمہاری اس گز بھر لمبی زبان کا جسے چسکے لینے اور پٹر پٹر بے لگام دوڑنے کے سوا کوئی دوسرا کام نہیں ۔

"" اس نے سنجیدہ ہونا کب سیکھا تھا ۔ فٹ بولی دو تو آپ نے گنوا دیئے ہیں ویسے خالہ میں آپکے گھر کیوں نہیں پیدا ہوئی کتنا اچھا ہوتا اگر آپ میری امی ہوتیں اور ابسام میرے ماں باپ کی اولاد ہوتا ۔۔ "" پہلے خود ہی آئیڈیا دیا پھر خود ہی بولی ۔۔ "" استغفار یہ میں کیا چاہ رہی ہوں اگر یہ امی کی اولاد ہوتا تو اسکا مطلب امی میری ساس ہوتیں ۔۔۔ یا اللہ تیرا شکریہ جو تو نے مجھے امی جیسی ہٹلر ساس نہیں دی ۔"" ۔۔ بیٹی کی بات سن کر ساجدہ کو ہنسی بھی آئی غصہ بھی جو ہمیشہ کی طرح سوچے سمجھے بغیر بولتی چلی جا رہی تھی ۔ حالانکہ انکا دل اس کے لمبے لمبے بے پرواہ قہقہوں سے ہمیشہ ڈرتا تھا وہ دل کی سادی تھی ۔ ایک تو خالہ سے بچپن کا پیار تھا ۔ اور عمارہ کی بھی تو اس میں جان تھی ۔ ابسام ڈیڑھ سال کا تھا جب وہ دنیا میں آئی تھی ۔ اس سے بڑی ایک بہن اور ایک چھوٹا بھائی تھا ۔ مگر لاڈلی وہ ہی تھی اسکی وجہ ہر وقت پٹر پٹر چلتی زبان ہی تھی ۔۔ اگر کوئی کہانی پڑھ لی تو تب تک سکون نہ آیا جب تک ابو کو لفظ با لفظ سنا نہ لی ۔ اسکی ہر بات میں بے ساختہ پن ہوتا ۔

پتا نہیں یہ بات کس نے پہلے کی تھی کوئی کہتا ابسام کی دادی نے کوئی کہتا امثال کی دادی نے پر یہ بات اب سارے خاندان برادری میں مشہور تھی کہ امثال عمارہ کی بہو بنے گی ۔۔ ابسام کے والد سکندر واپڈہ میں ملازم تھے ۔ پیچھلے پندرہ سال سے اسی شہر میں تائینات تھے ۔ امثال لوگوں کی پیچھلی گلی میں انکا گھر تھا۔ وہ ہر روز شام کو انکے گھر پائی جاتی کبھی کرکٹ کھیلی جاتی ہے کبھی بیڈمنٹن اگر خالہ کے ساتھ انکنڈیشنل پیار تھا تو خالو کے ساتھ انکنڈیشنل یاری تھی ۔

★★★★★★

عام طور پر وہ صرف پورے یا آدھے دن کے لئے آتا تھا۔ لنچ یا بڑے اصرار پر ڈنر کے لئے رکتا اور ڈنر کے فوراً بعد نکل جاتا ۔۔ اسکی نوکری اسلام آباد میں تھی ۔ گھر والوں کے کہنے کے باوجود وہ اپنا ٹرانسفر نہیں کروانا چاہتا تھا۔ جو زندگی اس نے اپنے لئے چنی ہوئی تھی وہ فرار تھا اور اب اسے فرار میں ہی مزا آرہا تھا۔ ابھی بھی وہ کل سے گھر پر تھا اور کل سے وہ ایک دفعہ بھی اپنے کمرے میں نہیں آئی تھی ۔ اور نہ ہی اس نے خود سے اسے بلوایا تھا ۔ مگر وہ سب دیکھ اور سمجھ رہا تھا کہ رشید کے زریعے اس کے سب کام کروائے جارہے تھے ۔ جس طرح وہ سب کچھ خاموشی سے کر رہی تھی ۔ اسی طرح وہ سب کچھ خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ اس وقت بھی تیار ہوکر نیچے آیا۔۔ سبھی سیٹنگ روم میں ہی موجود تھے ۔ اسے دیکھتے ہی عبداللہ کے ساتھ کھیلتے واصف کی زبان پہ کھجلی ہوئی تھی ۔ ""
ارے آیئے آیئے جناب بڑی بات ہے حضور آج کل گھر پہ نظر آرہے ہیں ۔ کہیں نوکری ختم تو نہیں ہوگئی ۔"" وہ واصف کی گود سے عبداللہ کو اٹھاتا وہیں اسکے برابر بیٹھ گیا۔۔ "" نہیں یار نوکری سے دل اکتا گیا ہے اسلئے چار دن چھٹی لی ہے ۔۔ "" واصف کو جواب دینے کے بعد وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے عبداللہ کی توجہ اپنی طرف کرنے کے لئے سیٹی بجانے لگا ۔۔۔ جبکہ واصف ابھی تک منہ کھولے اپنے بڑے بھائی کی شکل دیکھ رہا تھا۔

ثمرہ نیچے کارپٹ پر بیٹھی عبداللہ کے دھلے ہوئے کپڑے طہ کر کر کے ٹوکری میں رکھ رہی تھی اور امثال دادا جی کے تخت پر انکے برابر بیٹھی کوئی کتاب پڑھ کر سنا رہی تھی۔ ثمرہ نے واصف کا منہ بند کرتے ہوئے مشورہ دیا۔ "" منہ بند کر لو نہیں تو مکھی چلی جائے گی۔ "" واصف کی اکٹنگ عروج پہ تھی۔ ارے عبداللہ کی ماں جاو بھاگ کر دادا جی کے کمرے سے آلا لیکر آو اپنے بھائی کا بلڈ پریشر تو چیک کریں جناب کہہ رہے ہیں کہ انکا اپنی محبوبہ سے دل اکتا گیا ہے ۔۔ "" وہ واصف کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہا تھا۔ محبوبہ کے نام پہ امثال کے ہاتھ میں پکڑی کتاب نہ جانے کیسے گر گئی۔ سبھی کا دھیان اسکی طرف گیا سوائے اسکے شوہر کے ۔۔ واصف نے تو دل کھول کر قہقہ مارا ۔۔۔ اس نے عبداللہ کو اسکی ماں کی گود میں ڈالا اور واصف سے مخاطب ہو۔

"" اپنے ہاتھی سے دانت اندر کرو اور میرے ساتھ چلو زرا ایک دوست کے ابو کا چالیسواں ہے افسوس کر آئیں ۔۔۔ "" میں کیا اس گھر کا بڑا بوڑھا ہوں ۔۔۔ "" واصف کے پاس فٹ جواب حاضر تھا ۔ "" نہ جاو میں دادا جان کو لے جاتا ہوں ۔۔ "" وہ آواز تھوڑی اونچی کر کے دادا جی سے پوچھنے لگا ۔۔ "" دادا ابو چلیں ایک فوتگی کا افسوس کر آئیں ۔۔۔ "" آدھے ممتاز مفتی کی کتاب میں گم دادا جی نے بھی سر نفی میں ہلا دیا ۔۔ "" او یار تم جانتے تو ہو مجھ بڈھے سے تو دس منٹ تک لگاتار بیٹھا نہیں جاتا ایویں ادھر کوئی نئی مصیبت بناو گے ۔۔۔ تم امثال کو لے جاو ۔۔۔ "" دادا جی کے مشورے پر جہاں اسکی نظر بے اختیار اس جھکے ہوئے سر کی طرف گئی تھی وہیں واصف تالی بجا کر دادا جی کو داد دیتا پٹوسی مار کر ایک ہی جست میں انکے برابر جا بیٹھا ۔۔۔ "" یہ کی ناں بات آج آپ نے ثابت کر دیا کہ شیر جوان آخر شیر جوان ہی ہوتے ہیں ۔

"" واصف کے بیٹھتے ہی امثال تقریباً چیخ اٹھی ۔۔۔ "" دیکھ کر موٹو دادا کی عینک پر بیٹھ گئے ہو ۔۔۔ "" بات تو کوئی نہیں ہوئی تھی ۔ مگر پھر بھی کچھ لمحوں کے لئے ہر کوئی اپنی جگہ تھم سا گیا۔۔۔ اور امثال کے شوہر کی نظریں اپنی بیوی کے چہرے سے ہٹنے کی انکاری ہو گئی تھیں ۔۔ ثمرہ نے ایک نظر سر جھکائے اپنے ہونٹ کاٹتی امثال کو دیکھا پھر اپنے بھائی کی گہری سنجیدگی میں چھپی ازیت کو تو آنکھوں میں آنسو آگئے ۔جنہیں صاف کرتی لہجے میں بشاشت پیدا کرتے ہوئے بولی ۔۔۔ ""ٹھیک کہہ رہے ہیں بھابھی آپ تیار ہوجائیں آپ ہی بھائی کے ساتھ جائیں ۔۔ "" امثال نے سر اٹھا کر ثمرہ کی جانب دیکھا تو اسکے چہرے پہ پھیلی دہشت اور سراسیمگی دیکھ کر ان چاروں کے دل کٹ گئے تھے ۔ ہ فوراً کتاب چھوڑ کر کھڑی ہو گئی ۔ "" میں ۔۔ !! ۔ میں بھلا وہاں جاکر کیا کروں گی اور ویسے بھی گھر پہ اتنے کام ہیں ۔۔ میرا نہیں خیال میرا جانا ممکن ہے ۔۔۔ "" اس سے پہلے کے وہ وہاں سے غائب ہوتی واصف نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھام لیا ۔۔ ""کام وغیرہ کی فکر کیوں کرتی ہیں یہ آپکا موٹو ہے ناں سب دیکھ لونگا آپ جاو اور واپسی پہ میرے اور عبداللہ کے لئے برگر بھی لانا ۔۔۔"" اس نے منت بھری نظروں سے واصف کو دیکھتے ہوئے ہاتھ چھڑانا چاہا ۔۔

مگر آج واصف کچھ سوچ چکا تھا ۔ اس نے امثال کے آگے اپنے ہاتھ جوڑ دیئے ۔۔ "" میں معافی مانگتا ہوں ۔ میں ہم سب کی طرف سے آپ سے معافی مانگتا ہوں ۔ جو کچھ ہوا تھا اس میں نہ آپکا قصور تھا نہ میرے بھائی کا پھر آپ دونوں ایک دوسرے کو کس بات کی سزا دے رہے ہیں ۔۔ "" امثال کے چہرے پہ پتھروں سی سختی تو آئی پر رنگ دھلے لٹھے سا ہو گیا ۔ اس نے واصف کے بندھے ہوئے ہاتھ کھول دیئے ۔ بولی تو آواز کانپ رہی تھی ۔ "" آج کے بعد ایسی کوئی بات مت کرنا واصے زیادتی کل بھی میرے ابو سے ہوئی تھی اور آج بھی نتیجہ کل بھی میں نے بھگتا تھا آج بھی میں ہی بھگت رہی ہوں ۔۔۔ مگر فرق جانتے ہو کیا ہے کل مجھے کوئی شکوہ نہیں تھا ۔ جو بھی انکا فیصلہ تھا انکو میرے باپ کی حثیت سے حق تھا اور یہ حق میں نے انکو باخوشی دیا تھا ۔ آگے جو ہوا وہ میرا نصیب مگر اب جو ہوا ہے نہ مجھے جینے نہیں دیتا

میرا دم گھٹتا ہے یہ سوچ کر کے میرے بڑوں نے زبردستی مجھے کسی کے سر پر تھونپ دیا۔ "" وہ شائد اسکی موجودگی سے غافل ہو گئی تھی ۔ پہلے وہ سارا سین یوں دیکھتا اور سنتا رہا جیسے یہ اسکے گھر کی نہیں کسی ڈرامے کی سٹوری چل رہی ہو ۔۔۔ مگر امثال کی آخری بات نے اسے اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے مقابل آنے پہ مجبور کر دیا ۔۔۔ "" کس کی بات کر رہی ہو ۔۔۔ ??? ۔ اسکی آواز اپنے قریب سنتے ہی وہ بت بن گئی ۔ تیزی سے وہاں سے ہٹ جانا چاہا مگر اس نے سامنے آ کر راستہ روک دیا ۔۔۔ "" آج سر بازار موضوع چھڑ ہی گیا ہے تو بات کرنے میں کیا حرج ہے ۔۔۔ "" یوں تو پچھلے چھ ماہ سے دونوں ایک دوسرے کے نکاح میں تھے ۔ مگر آج پورے چار سال بعد وہ اس کے ساتھ براہ راست مخاطب ہوا تھا ۔

امثال کو یوں لگا جیسے سینے میں سے ساری ہوا ختم ہو گئی ہو ۔۔۔ وہ آج چار سال بعد پھٹتی آنکھوں سے اسے اپنے قریب کھڑا دیکھ رہی تھی ۔ اسکے سامنے کھڑے آدمی کی شکل پہ رقم تھا کہ وہ بڑی لمبی مسافت کر کے اس تک آیا ہے ۔۔ جس چہرے پہ ہمہ وقت شوخیاں اور مسکراہٹیں بکھری رہتی تھیں۔اسکی شخصیت ہی نہیں ہر وقت بولتی رہنے والی آنکھیں بھی خاموش تھیں ۔ "" میرا راستہ چھوڑ د.... ۔و بات درمیان میں ہی رہ گئی کیونکہ اسکی ٹانگوں نے بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا تاریکی میں ڈوبتے ذہن میں بس ایک احساس بچہ تھا کہ اسکو تھامنے کے لئے جسکے ہاتھ اسکی جانب بڑھے تھے وہ اسکا نہیں تھا ۔ وہ شاندار آن بان والا شخص جس کے سر پہ سفید بال زیادہ اور کالے کم تھے ۔ وہ ہر لحاظ سے مکمل تھا۔ اسکی دسترس میں تھا مگر اسکا نہیں تھا۔ وہ بے ہوش ہو کر گرنے لگی تھی مگر اس نے اسکو گرنے نہیں دیا بلکہ اسکو اپنی کسی قیمتی متاع کی طرح سنبھال لیا۔۔ تینوں بہن بھائیوں کے ہاتھوں سے طوطے چھوٹ گئے ۔ ڈاکٹر کے بعد امی ابو نے بھی سختی سے منع کیا ہوا تھا کہ اس گھر میں کوئی کبھی امثال سے اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرے گا ۔ اور آج یونہی باتوں باتوں میں بات ہاتھ سے نکل گئی تھی ۔ اگلے پانچ دس منٹ تک بھی اسکو ہوش نہیں آیا تھا ۔

ثمرہ تو باقاعدہ رو رہی تھی ۔ دادا جی نے ثمرہ کو ڈانٹ دیا ۔۔ "" ثمی پتر تم تو چپ کرو اور تم دونوں بھائی اسکو ہسپتال لے جاو ۔ میرا دل گھبرا رہا ہے کب کی یونہی بے سدھ پڑی ہے ۔ "" اس نے واصف کو گاڑی نکالنے کا بولا اور خود اسکو اٹھا کر باہر گاڑی تک لایا ۔۔۔ ہسپتال والوں نے جاتے ہی ایڈمٹ کر لیا ۔۔ اسکا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا ۔

****

آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں ۔۔ ؟؟ ۔ بھلا ایسا کیسے ممکن ہے ۔۔ ؟؟ ۔ سبھی لوگ آج عید کے ڈنر پر ساجدہ کی طرف انوائٹ تھے ۔ تب الماس کی شادی کو دو سال ہو چکے تھے اور وہ اپنی ساس سسر اور بچے سمیت موجود تھی ۔ امثال کے دھدیال سے پھوپھیاں چاچو حتی کے دونوں طرف کی پوری فیملی جمع تھی جب عجاز صاحب نے سب کے سروں پر بمب پھوڑا ۔۔ "" مجھے آپ سب لوگوں کی تھوڑی سی توجہ چاہیئے ۔ "" جب وہ اپنی سیٹ سے کھڑے ہو کر بولے تو بچوں سمیت بڑوں کی توجہ بھی حاصل ہو گئی ۔۔ "" اصل میں امثال کے لئے ایک بہت اچھا رشتہ آیا ہے ۔

لڑکا سول انجینئر ہے میرے دوست کا بیٹا ہے ۔ "" وہ بول رہے تھے اور باقی وہاں موجود ہر بندے کو جیسے سانپ سونگھ گیا ۔۔ سب سے پہلے عمارہ کو بولنے کا ہوش آیا ۔۔ "" آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں ۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ۔۔ ?? "" انہوں نے اس دفعہ براہ راست عمارہ سے ہی بات کی ۔۔ "" دیکھو عمارہ تم خود سمجھدار ہو تمہارے بیٹے کی تو ابھی تعلیم بھی مکمل نہیں ہوئی اور کیا گارنٹی ہے کہ کل کو کوئی نوکری کرے گا یا نہیں تم لوگوں کے پاس سوائے سکندر کی آمدنی کے اور تو کوئی زریعہ بھی نہیں ہر والدین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے بہتر سے بہترین کا انتخاب کریں ۔ ابسام اور امثال کا رشتہ آگے چل کر اتنا کامیاب ہوتا دیکھائی نہیں دیتا ۔

میاں بیوی میں سے کسی ایک کو تو سنجیدہ مزاج ہونا چاہیئے ۔ یہاں ابسام امثال سے بھی دو ہاتھ آگے ہے ۔۔ "" سکندر اور ابسام تو دونوں سر جھکا کر عجاز کی باتیں سن رہے تھے مگر عمارہ نے تھل تھل بہتے آنسو پلو سے صاف کیئے ۔ "" عجاز بھائی جب شادی کا وقت آئے گا ابسام ایسا تھوڑی رہے گا اور میرا بیٹا ماشاﷲ بہت زہین ہے دیکھ لیجیے گا بہت ترقی کرے گا ۔ "" اعجاز نے انہیں درمیان میں ہی ٹوک دیا ۔۔ "" سکندر عمارہ کو سمجھاو پاگلوں جیسی باتیں نہ کرے ۔ میں مہینے دو میں امثال کی شادی فرید کے ساتھ کر رہا ہوں ۔۔ تمہارے بیٹے کو اسٹیبلش ہونے کے لئے سالوں درکار ہیں اور میں کسی سراب کی امید میں اپنی بیٹی کو نہیں بیٹھا سکتا۔۔۔ اور آپ سب لوگوں کے سامنے بات کرنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ دوبارہ کوئی مجھ سے اس موضوع پر بات نہ کرے کیونکہ یہ میرا آخری فیصلہ ہے ۔۔ "" سکندر اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تو عمارہ اور بچوں کو بھی چلنے کا اشارہ دیا ۔۔

"" عجاز بھائی آپکی ہر بات اپنی جگہ درست مگر اچھا ہوتا اگر آپ بچوں کی خوشی کا خیال کر لیتے ۔۔۔ "" سکندر کی بات پر اعجاز کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی ۔ "" سکندر امثال میری بیٹی ہے اور میں اسکی رگ رگ سے واقف ہوں اگر اس بات میں زرا سا بھی مجھے شک ہوتا ناں کے امثال کی مرضی باپ کے سوا ہو گی تو یوں تم سب لوگوں کے سامنے اس طرح کھل کر بات نہ کرتا ۔۔۔ "" باپ کے یہ افاظ امثال کے جلتے ہوئے دل پر ٹھنڈی برف بن کر ایسے گرے کے ہر جزبہ مر گیا ۔ اندر باہر پر سکون خاموشی چھا گئی ۔ رات کو سونے کے لئے اپنے کمرے میں آئی تو الماس نے اسے اسکا فون تھمایا جس پر پندرہ کے قریب ابسام کی مس کالیں آئی ہوئی تھیں ۔۔ اس نے سارے لاگ کلیئر کر دیئے سارے میسج پڑھے بغیر ڈلیٹ کرتے ہی اپنا فون ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ۔ساجدہ سر کھپا کھپا کر تنگ آ گئیں تو خاموشی سے ہتھیار ڈال دیئے اور رہ گئی امثال تو اس نے باپ کے خلاف ہتھیار اٹھائے ہی نہیں تھے ۔ اس دن صبح الماس نے اسکے کمرے میں آکر اطلاع دی کہ آج اسکا لہنگا خریدنا ہے تو امی اسکو ساتھ چلنے کا بول رہی ہیں جلدی تیار ہو کر آو ۔۔۔

امثال نے کوئی سوال جواب نہ کیا تیار ہو کر الماس اور امی کے ساتھ چل دی ۔۔ الماس نہ جانے کن انجان اور قدرے سنسان رستوں سے گاڑی بھگا رہی تھی ۔ مارکیٹ کا راستہ تو دوسری جانب تھا ۔ اور جب اس نے گاڑی روڈ پر ہی ایک طرف کھڑی کر دی اور وہاں سکندر ماموں کی گاڑی پہلے سے کھڑی دیکھ کر امثال کو اپنا گلا خشک ہوتا محسوس ہوا ۔۔ اس نے شکوہ بھری نظروں سے الماس کو دیکھا ۔ جس نے جواب میں کندھے اچکا دیئے ۔۔ امی الماس کے ساتھ آگلی سیٹ پر تھیں ۔ ابسام آکر پیچھلی سیٹ پر امثال کے برابر بیٹھ گیا ۔کچھ لمحے وہ امثال کو اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے گھورتا رہا ۔۔ جبکہ امثال نے ایک دفعہ بھی اسکی طرف نہ دیکھا ۔ "" تو اب میں اتنا برا ہو گیا ہوں کہ نہ تم مجھ سے بات کرنا پسند کرو نہ ہی میری شکل دیکھنا چاہتی ہو ۔۔ "" ابسام کے لہجے میں غصہ تھا ۔"" تمہیں اس طرح سے یہاں مجھے روکنا نہیں چاہئے تھا ۔۔ "" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی تو جواب میں وہ پھٹ پڑا ۔۔ "" فون میرا تم اٹھاتی نہیں ہو گھر تمہارے آنے کی مجھے اب اجازت نہیں ہے تو اور میں کیا کروں ۔

""امثال مسلسل باہر دیکھ رہی تھی۔ ""تم اچھی طرح جانتے ہو میرے ابو اپنا فیصلہ بدلنے والوں میں سے نہیں ہیں ۔ جو بات انہوں نے کر دی ہے وہی فائنل ہے ۔ اس حقیقت کو مان لو اور آئندہ مجھ سے کزن کی حثیت سے ملنے تم میرے گھر بھی آسکتے ہو مگر اور کسی تعلق کو حوالہ بنا کر مجھے یوں چوروں کی طرح نہ ملنا۔۔۔۔ "" ابسام نے زور زور سے اپنا سر اثبات میں ہلایا۔۔ """تم باپ بیٹی تو بڑے با اصول لوگ نکلے بھائی ۔۔۔ اگر تمہیں یاد ہو تو مجھ سے تمہارا جو تعلق ماضی میں جوڑا گیا تھا وہ بھی تمہارے باپ کی مرضی سے جڑا تھا۔ پھر وہاں تم نے اس سے کیوں نہیں پوچھا کیوں اب زبان سے پھر گیا۔۔۔ """

دونوں اس بات سے بے پرواہ بولتے جارہے تھے کہ اگلی سیٹ بیٹھیں ساجدہ کتنی مشکل سے اپنی ہچکیاں دبا رہی تھیں ۔ اس دفعہ اس نے ابسام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا۔۔۔ "" ابسام سکندر تمیز سے بات کرو۔۔۔ اور کونسا میں تمہارے نکاح میں رہی ہوں ۔۔۔ منگنی تھی تمہارے ساتھ میری اور جانتے ہو منگنی کی شرعی کوئی حثیت نہیں ہوتی ۔ کیا میں نے آج تک کبھی تم سے کسی قسم کا کوئی جزباتی پن کا اظہار کیا۔۔۔ جہاں تک رہی مزاق کی بات تو کزن ہونے کی حثیت سے وہ سب کے ساتھ میرا رویہ ہمیشہ ایک سا رہا ہے ۔۔ ہاں اگر کوئی ابھی بھی مجھے چننے کا حق دیتا تو میں اپنی خالہ کی بہو بننا پسند کرتی ۔۔۔ مگر یہاں ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے اسلئے آئندہ اس موضوع کو مت چھیڑنا۔۔۔ "" اپنی بات بڑے تحمل اور مضبوط لہجے میں پوری کرنے کے بعد اس نے رخ موڑ لیا۔۔۔

ابسام تھوڑی دیر تک خاموشی سے اسکی کہی سب باتوں کو اپنے اندر جزب کرتا رہا۔۔۔ بل آخر دھیمے لہجے میں بولا۔۔ "" عاشق تو میں تمہارا تھا ہی نہیں کہ اب تمہاری شادی کے روز خودکشی کی کوشش کرو یا ناکام عاشقوں کے جیسے دکھی گانے سن سن کر روں۔۔۔ پر جانتی ہو میری انا کو بہت ٹھس پہنچی ہے اور اس وقت شدید بلبلاہٹ کا شکار ہے۔۔۔ جی چاہتا ہے کہ تمہیں جان سے مار دوں یا کم از کم ان لوگوں کو ہی کچھ کہہ سکوں جنہوں نے یہ نام نہاد شوشا چھوڑا تھا۔۔۔ "" اپنے پیچھے گاڑی کا دروازہ اس قدر زور سے بند کر کے گیا امثال اپنی جگہ اچھل کر رہ گئی۔ اگلے چند سیکنڈوں میں ابسام کی گاڑی دھول اڑاتی ہوئی منظر سے غائب ہو گئی۔۔۔۔ امثال جو ابھی تک بڑی مضبوطی سے کھڑی تھی ایک دم سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔۔۔۔

فرید میں ہر وہ خوبی تھی جو اسکو ظاہری طور پر پر کشش بناتی ۔۔ وہ تنہا دو مربع اراضی کا مالک تھا ۔ دو عدد نئے ماڈل کی بڑی گاڑیاں اسکی زاتی ملکیت تھیں ۔ اچھا کھانا اعلیٰ اوڑھنا شادی کے شروع کے دنوں میں جتنی دفعہ وہ میکے آئی خوب پھل مٹھائیوں سے لدی ہوئی آتی۔ یہ اتنی بڑی گاڑی سمیت ڈرائیور کے چھوڑنے اور لے جانے آتی ۔ مگر فرید مصروفیت کہ بنا پر صرف ایک دفعہ ہی آیا ۔۔ امثال کے بے ساختہ قہقہے جن سے ماں کا دل ہمیشہ ڈولتا تھا اب دھیمی سی مسکراہٹ میں بدل گئے ۔ پہلے تو مہینے میں ایک چکر لگا ہی لیتی تھی پھر دو دو مہینے گزر جاتے فون تک نہ کرتی ماں باپ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر فون کرتے تو نوکر جواب دیتے بی بی فرید صاحب کے ساتھ باہر گئیں ہیں ۔

ماں باپ یہی سوچ کر پر سکون ہو جاتے کہ اپنے گھر خوش اور مگن ہے چلو جب فرست ہو گی ملنے آجائے گی ۔ جتنی دفعہ آتی اسکی صحت پہلے سے بھی مرجھائی ہوئی ہوتی مگر ہر دفعہ مسکر کر ماں باپ کو تسلیاں دیکر مطمئن کر جاتی ۔ ایک سال کا عرصہ یونہی سامنے نظر آنے والی حقیقتوں کو جھٹلاتے گزرا ۔۔۔ دوسری طرف عمارہ اور سکندر امثال کی شادی کے تین ماہ بعد ہی ملتان سے لاہور شفٹ ہو گئے تھے ۔ دونوں گھروں میں آنا جانا ملنا ملانا سب گئے دنوں کی باتیں ہو گئیں ۔ عمارہ اور سکندر نے تو کسی قسم کے فیملی فنکشن میں شرکت بھی مصروفیت کی بنا پر ترک کر دی ہوئی تھیں ۔۔ کبھی کسی جگہ فوتگی وغیرہ پر بھی بہنوں بہنوں کا سامنا ہو جاتا تو ایک دوسرے سے سلام بھی نظریں چراتے ہوئے لی جاتی ۔ الماس کا ویزہ آگیا تھا اور وہ بچوں سمیت میاں کے پاس جانے کی تیاریوں میں تھی ۔ امثال کے گھر فون پہ فون کیا مگر ہر دفعہ ملازم اٹھا کر کوئی نہ کوئی بہانا بنا دیتا ۔ پھر خود ہی دو دن بعد آگئی ۔ عام سا سوٹ تھا جسکا رنگ اڑ کر بد رنگ ہو چکا تھا ۔ پیروں میں عام سی گھر میں پہنی جانے والی چپل چہرے پہ بے رونقی اور آنکھوں میں دنیا بھر کی ویرانی ۔ ساجدہ نے بے اختیار روتے ہوئے اسے گلے سے لگا لیا ۔۔۔

"" یہ کیا اپنی حالت بنا لی ہوئی ہے ۔ ؟؟ "" اس نے ماں سے نظر چرائی ۔ "" مجھے اپنا کوئی جوڑا دیدیں یا الماس آپا کا کوپرانا جوڑا پڑا ہو تو وہ دیدیں میں ابو کے گھر آنے سے پہلے بدل لیتی ہوں آپ بھی انکو کچھ مت بتایئے گا ۔۔ اصل میں فرید کی اماں نے مجھے آنے کی اجازت دی تو میں نے جلدی میں کپڑے بھی نہ بدلے کہ کہیں پھر وہ اپنا فیصلہ نہ بدل لیں ۔۔ کبھی کبھی وہ بہت سخت رویہ اپنا لیتی ہیں ۔ "" وہ ایک ٹرانس میں بول رہی تھی اور ساجدہ کے آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے ۔ "" مجھے پتا تھا تم وہاں خوش نہیں ہو ۔۔ ""

ساجدہ ہچکیوں کے درمیان بولیں تو امثال نے تیزی سے انکے ہونٹوں پر اپنا ہڈیاں نکلا ہاتھ رکھ دیا۔ """ نہ امی پلیز ایسا نہ بولیں میری اتنے عرصے کی محنت پر پانی پھر جائے گا امی میری ساس کو میری پہلی منگنی کا علم نہیں ہے اگر بھنک بھی پڑی نا تو میری نیک نامی پر دھبہ لگ جائے گا۔۔ اور یقین مانئیں میں خوش ہوں۔ سب کو خوش رکھنے کی پوری کوشش بھی کرتی ہوں۔ مگر وہ لوگ پھر بھی ناراض ہی رہتے ہیں۔ اصل میں جو انکا مطالبہ تھا وہ پورا کرنے سے میں نے انکار کر دیا اسلئے ناراض ہوکر فرید نے دوسری شادی کر لی۔ مگر آپ فکر نہ کریں تھوڑا غصے والا ہے کبھی کبھی ہاتھ اٹھا لیتا ہے مگر دل کا برا نہیں ہے۔۔ "" وہ تو جیسے بہت عرصے بعد بیٹھی تو دل کا سارا غبار نکا کر اٹھتی مگر دروازے کے قریب کو کھڑا کھڑا لہرا کر گرا تھا۔ وہ امثال کا باپ تھا۔ اس دن انکو پہلا ہارٹ اٹیک آیا تھا۔ الماس کا جانا فلحال ملتوی ہوگیا۔

سب کی توجہ اعجاز کی طرف ہوگئی جو ایک دن میں ہی بوڑ بوڑھے ہو گئے ۔ کچھ بہتر ہو کر گھر آئے اور فرید کے باپ جو کہ انکا اپنا دوست رہا تھا اپنی بیٹی کا قصور جاننا چاہا تو معلوم ہوا فرید چاہتا تھا کہ امشال اپنے باپ کی جائیداد میں اپنا حصہ طلب کرے جسکو سنتے ہی امشال نے قطعاً انکار کر دیا ۔ اسکو اسکے انکار کا مزا چکھانے کے لئے اپنی گرل فرینڈ سے شادی کر لی تھی ۔ اور اب اس گھر میں امشال کی حثیت نوکروں سے زیادہ نہ تھی ۔ اور یہ سب امشال کے انکار کا نتیجہ تھا اگر اچھی بیوی ثابت ہوتی تو بھلا فرید کو کیا پڑی تھی دوسری شادی کرنے کی اوپر سے شادی کو سوا سال ہونے کو آیا تھا اپر ابھی تک امشال کی جانب سے کوئی خوش خبری نہ ملی جبکہ دوسری بیوی سے فرید کو آتے ہی اچھی خبر ملی تھی ۔ امشال کے ساس سسر نے رات کو فون پر اعجاز اور ساجدہ کو انکی بیٹی کی نالائقیاں گنوائیں اور دن چڑھتے ہی فرید کی طرف سے رجسٹری سے طلاق وصول ہوگئی ۔

جس باب کو اعجاز نے بڑی خوشی سے شروع کیا تھا اور انکی بیٹی نے اپنا خون دے کر لکھا تھا وہ یونہی خاموشی سے ختم ہوگیا۔الماس امریکہ چلی گئی۔ ٹیپو اپنی پڑھائی میں سر دے کر اور بھیخاموش ہوگیا۔ اور امثال ساری ہمتیں مجتمع کرکے اپنے ماں باپ کو سنبھالنے لگی۔ کبھی کبھی سب سے چھپ کر رو بھی لیتی۔ ایک دن امی سے بولی ۔۔ "" کیا میں نوکری کرکے کسی ہوسٹل ممیں رہ لوں ۔۔ ؟؟ "" اسکی عدت پوری ہوئے بھی مہینے گزر چکے تھے۔ ساجدہ اسکی بات پر ہقہ بقہ رہ گئیں۔ "" ایسی بات کیوں کی تم نے ۔۔۔ ؟؟ "" وہ بے بسی سے ماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی ۔۔ "" اصل میں لوگ تو یہی سمجھتے ہوں گے نہ کہ میرے جیسی لاپرواہ اور ماہی منڈا سی لڑکی کی شادی اگر ٹوٹی ہے تواس میں میرا ہی قصور ہوگا مجھے سنجیدگی سے رشتے نباہنے آئے ہی نہیں ہونگے ۔۔ اس لئے اگر میں ہاسٹل میں رہوں گی تو کسیکو کیا پتا چلے گا لوگ پوچھیں تو کہہ دیا کرنا کہ سسرال میں ہے ۔۔۔ "" ساجدہ نے اپنی اس بیٹی کی شکل دیکھی جسکو شادی سے پہلے انذہ تک ابالنا نہ آتا تھا۔

جس نے اپنے کپڑے تک نہ کبھی خود سے دھوئے نہ استری کئے تھے ۔ جو کھانا بھی ماں سے نکلوا کر کھاتی ۔ آج سارے گھر کی صفائیاں وہ دن اگنے سے پہلے کر دیتی ۔ ماں باپ بھائی کے کپڑے دھونے اور استری کرنے کے بعد انکے کمرے میں تیار ملتے ۔ کھانا تینوں وقت کا عین ٹائم پر تازہ گرم گرم ملتا ۔ وہ سر سے پاوں تک بدل گئی ہوئی تھی ۔ کبھی سارا سرا دن گزر جاتا اسکی آواز سننے کو نہ ملتی ۔ ساجدہ جب بہت دیر تک اسکو اک ٹک غور سے دیکھتی رہیں تو اس نے انکا بازو کھینچ کر متوجہ کیا ۔۔ "" امی آپ نے جواب نہیں دیا ۔۔ "" ساجدہ چونک کر کھڑی ہوئیں ساتھ ہی اسکا بھی بازو پکڑ کر کھڑا کر لیا اور لیجا کر اعجاز کے سامنے کھڑا کر دیا اور بولیں ۔۔ ""

امثال آج میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ مجھے تم پہ فخر ہے کہ تم میری بیٹی ہو ۔۔ تمہاری شادیکرتے وقت غلطی ہم لوگوں سے ہو گئ تھی ان لوگوں کو پرکھنے میں اور میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میری بیٹی اتنی معاملہ فہم ہے اپنے مسائل خود ہی خاموشی سے حل کرتی رہی مگر تم یہ بھول گئیں کہ صبر بھی اک حد تک کیا جاتا ہے اچھا ہوا ان لوگوں نے خود سے طاق بھیج دی کیونکہ میرا اور تمہارے ابو کا تمہیں وہاں واپس بھیجنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا ۔ تمہیں سر جھکا کر شرمندگی کی زندگی گزارنے کی کوئی ضرورت نہیں ایسا تو وہ کریں جو غلط تھے میری جان تمہارا تو کہیں کوئی قصور ہے ہی نہیں ۔۔ تم ہاسٹل میں رہنا چاہتی ہو رہ لوتمہارے ابو داخلہ کروا دیں گے تم نوکری کرنا چاہتی ہو کر لو مگر لوگوں کے ڈر سے نہیں جو بھی کرنا ہے اپنی مرضی اور خوشی کے لیے کرو ۔۔۔۔

لوگوں کی ہمیں کبھی کوئی پرواہ نہیں رہی ۔ "" ساجدہ بول رہی تھیں اور اعجاز اس دوران خاموشی سے سر جھکا کر کھڑی امثال کا جائزہ لیتے رہے ۔۔ پھر نرمی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے اپنے برابر بیٹھنے کا اشارہ کیا ۔ وہ ویسے ہی چپ چاپ ان کے پاس بیٹھ گئی ۔ اعجاز نے شفقت سے اسے اپنے ساتھ لگایا ۔۔ "" نوکری کرنا چاہتی ہو تب بھی کوئی مسئلہ نہیں مگر اگر آگے پڑھنا چاہو تب بھی میں تمہارا داخلہ کروا دیتا ہوں ۔ "" اس نے نفی میں سر ہلایا ۔ "" فرید کی امی کہتی تھیں کہ میں بہت کوڑھ مغز ہوں کہیں کوئی چیز رکھ دوں تو یاد نہیں رہتا کہاں رکھی تھی ۔ کھانا پکانے کھڑی ہوتی ہوں تو نہ جانے کہاں کھو جاتی ہوں ۔ کہ کھانا جل جائے تو مجھے بدبو تک نہیں آتی ۔۔ ابو سچ بتا رہی ہوں وہ یہ سب باتیں جھوٹ میں کہتی تھیں مجھے فرید سے ڈانٹ پڑوانے کے لئے مگر ابو مجھے لگتا ہے اب ان کی کہی باتیں سچ ہوتی جا رہی ہیں ۔ میں اب کام پہ اور زیادہ توجہ دیتی ہوں ۔ اور پڑھائی تو مجھ سے اب کبھی نہیں ہو سکے گی ۔ میں تو نوکری بھی نہیں کر پاؤنگی ۔ کیونکہ یہ دونوں کام ذمہ داری والے ہیں ۔ اور ابو جی مجھے نہیں لگتا کہ میں کوئی ذمہ داری اٹھانے کی اہل بھی ہوں ۔ وہ تو لوگوں کی باتوں کی وجہ سے میں نے سوچا نوکری کے بہانے منظر سے ہٹ جاتی ہوں ۔۔ "" اسکی باتوں نے اعجاز اور ساجدہ کے دل پر خنجر چلائے تھے مگر دونوں ہی اسکے سامنے نارمل رہے اپنے آنسو اندر ہی پی گئے ۔۔

کچھ دیر خود کو حوصلہ دے لینے کے بعد اعجاز گلا صاف کرتے ہوئے بولے ۔۔ ""میں نے کل گھر واپسی پر دیکھا تھا یہ جو پیچھلی گلی میں ایک نیا کوچنگ سینٹر کھلا ہے ناں وہاں پر پرائمری کے بچوں کے لئے میتھ کی ٹیوٹر کے لئے کی ضرورت ہے اور میری بیٹی کا تو سپیشل سبجکٹ ہی یہی رہا ہے ۔۔ میرا تو خیال ہے وہیں جوائن کر لو کسی غریب کا بھلا ہو جائے اور اگر نہیں تو پھر بیسٹ آئیڈیا ہے کہ صنعت زار میں داخلہ لے لو نئے دوست بناو گزرے وقت اور لوگدونوں کو بھول جاو ۔۔۔ "" اس نے صاف انکار کرنا چاہا مگر ابو نہ مانے ۔۔ """

تم یہ جو وقت گھر پہ سارا وقت خاموشی سے کاموں میں مگن گزارتی ہو نہ یہ تمہارے ذہن کو گھن آلود کر رہا ہے ۔۔ تمہارے پاس اگر کوئی اور آئیڈیا ہے تو بتاو ورنہ یہ جو دو مشورے میں نے دیئے ہیں ان میں سے ایک چن لو ۔۔"" وہ تھوڑی دیر سنجیدگی سے ابو کا چہرہ دیکھتی رہی ۔۔۔ پیچھلی گلی میں تو قدم رکھے بھی زمانے بیت گئے تھے ۔ پیچھلی گلی کا نام سن کر ہی آنکھوں کے سامنے کئی یادیں اور چہرے گھوم گئے ۔ اس نے دھیمے سے اپنا فیصلہ سنا دیا ۔۔۔

"" صنعت زار ۔۔۔ ""

ایک دن ٹیپو کے ساتھ جاکر ساری معلومات لے آئی انٹیریر ڈیزائننگ میں چھ ماہ کا ڈپلومہ کورس کروایا جا رہا تھا ۔ اسی میں داخلہ کروا آئی ۔ مصروف تو پہلے بھی رہتی تھی ۔ اب اور بھی مگن ہو گئی ۔ زندگی آہستہ آہستہ کسی ڈگر کو چل ہی پڑی تھی ۔ فارغ وقت میں ٹیپو کی فرمائش پر نئے نئے کھانوں کے تجربے ہونے لگے ۔۔

فون پر الماس کو گھر میں پردے اور کارپٹ کے کلر سکیم پر مشورے دیئے جانے لگے ساجدہ کی کوششوں سے جو اسے وقتاً فوقتاً کبھی لاڈ سے کبھی سختی سے کھانے کی چیزیں کھلاتی رہتی تھیں اب دوبارہ سے چہرے پہ گلابی پن چھلکنے لگا تھا۔ اسکے لباس بھی ساجدہ خود نہ لاکر تیار کرواتیں تو اسے خود ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔ اس طرح کی چھوٹی چھوٹی کئی اور باتیں ساجدہ الماس کے سامنے شئیر کرکے رو پڑتیں کہ اسے اپنی ہم عمر لڑکیوں کے جیسے بننے سنورنے کا کوئی شوق و چاہت ہی نہ رہی تھی۔ الماس جواب میں انہیے تسلی دیتی کے وقت کے ساتھ ٹھیک ہو جائے گی۔ جیسے بھی تھا زندگی پر سکون ہو ہی گئی تھی کہ لاہور سے ایک پتھر آیا اور طوفان ہی اٹھا گیا۔

عمارہ اور سکندر نے ساڑھے تین سال بعد انکے گھر کی دہلیز پار کی اور ان تین سالوں کی مسافت تیس سالوں کے برابر محسوس ہوئی تھی ۔ آتے ہی انہوں نے سیدھے لفظوں میں کہا۔۔ "" اعجاز بھائی ہمارے بیٹے کی امانت آپ کے گھر تھی جو غلطی سے آپ نے غلط پتے پہ بھیج دی ۔ آج ہم اسے آپ سے دوبارہ مانگنے آئے ہیں ۔ ہمیں ہاں یا نہ نہیں چاہئے بس یہ بتا دیں کہ ہم بیٹی کو لینے کس دن آئیں ۔۔ ""
ان لوگوں کی اعلیٰ ظرفی پر اعجاز کی آنکھوں میں آنسو آگئے ۔ ساجدہ تو جیسے پھر سے دنیا پہ آگئیں ۔ الماس ،ٹیپو، ثمرہ ،اور واصف کی تو جیسے عید ہو گئی ۔ مگر امثال نے سنا تو ہتھے سے اکھڑ گئی ۔ اسکا اس رشتے سے صفا چٹ انکار سب کی منتوں سے بھی نہ بدلا لاڈ پیار سے سمجھانے سے ڈانٹنے سے پر اس پر کسی کی کسی بات کا کوئی اثر نہ ہوا ۔۔۔ وہ نرم خو پیار کرنے والی امثال ضدی اور ہٹ دھرم ہو گئی ۔

اسکی فکر نے انہی دنوں اعجاز کا آئی سی یو کا دوسرا چکر لگوا دیا۔۔ اور کسی کے آگے نہ ہارنے والی امثال باپ کے پیار کے آگے ہار مان گئی ۔ اپنی برادری اور خاندان کے لوگوں کی موجودگی میں امانت اپنے اصل حق دار کو مل گئی ۔ جہاں کا ٹکڑا تھا آخر وہیں آلگا ۔ مگر وہ دونوں اک دوسرے کے لئے اجنبی ثابت ہوئے ۔ امثال نے شادی والے روز کپڑے تو پہن لئے مگر میک اپ کروانے سے انکار کر دیا۔ مہندی تک نہ لگائی ۔ تو دوسری طرف بھی ساری فیملی خوب بن ٹھن کر رعب سے آئی سوائے اس کے جسکا نکاح تھا ۔ ابسام نے نہ گلے میں مالا پہنی نہ ہی نیا سوٹ یا جوتے پہنے وہی کئی دفعہ کا پہنا سادہ سا شلوار سوٹ پہن کر نکاح پڑھوانے آگیا۔۔ امثال کے کانوں تک کئی جملے پہنچے کسی نے کہا

""" لگتا نہیں کہ ابسام اپنی رضامندی سے آیا ہے ۔۔ """ کوئی بولی ۔۔ """ارے تم نے دیکھا وہ کتنا سنجیدہ اور چپ بیٹھا تھا ۔ """ پر ایک فقرہ اسکی دور ونزدیک کی تقریباً ہر کزن نے آکر اس سے کہا تھا ۔۔ """ ہائے اللہ امثال تمہارا دولہا تو اتنا سوبر اور باوقار لگ رہا ہے ۔۔۔ """ اور اس سوبر اور باوقار نظر آنے والے دولہے نے نکاح کے وقت ڈیڑھ کروڑ کا حق مہر نہ صرف لکھوایا بلکہ اپنی جیب سے حق مہر کا چیک نکال کر نکاح خواہ کے سامنے رکھ دیا ۔ سارے حال میں چہ مگوئیاں ہونے لگیں ۔ اور جب وہ چیک امثال تک آیا توہین کی شدت سے چہرہ خون رنگ ہو گیا ۔ جی چاہا بھرے مجمے میں جاکر اس چیک کے ٹکرے ٹکرے کرکے اسکے منہ پہ مار آئے ۔ مگر ایسا کر نہ پائی ۔ اور رخصت ہو کر لاہور آگئی ۔ جہاں اسکا دل و جان سے استقبال ہوا ۔ یہ الگ بات کے دولہا سارے منظر کے دوران سرے سے ہی غائب رہا پھر بھی امثال نے ایک نظر تک نہ اٹھا کر دیکھا ۔ گھر پہ مہمان نہ ہونے کے برابر ہی آئے تھے ورنہ زیادہ ہال سے ہی چلے گئے تھے ۔ اور جو مہمان تھے وہ بھی نیچے ہی سما گئے ۔ اوپر والا پورا پورشن صرف امثال اور ابسار کے حولے کر دیا ۔۔ وہ کمرے میں بند ہو گئی اور دولہا میاں سیٹنگ روم میں بیٹھے مزے سے سی این این پہ آنے والا خبر نامہ دیکھتے دیکھتے وہیں سو گئے ۔ اور دو دن بعد اپنا بیگ پکڑے واپس اسلام آباد ڈیوٹی پہ جا حاضری دی ۔ دونوں کی جو بیگانگی اور لا تعلقی پہلے دن تھی شادی کے چھ ماہ بعد تک بھی وہ قائم تھی ۔

☆☆☆☆☆☆☆

""امی چلیں ناں پہلے ہی زیاد کے صبح سے تین فون آچکے ہیں ۔ وہ ابھی لینے آنا چاہ رہا ہے میں نے شام تک کی اجازت لی ہے ۔ اور اب اگر اس کے آنے کے وقت میں گھر میں ہونے کی بجائے مارکیٹ میں گھوم رہی ہوئی تو ڈانٹ پڑنی پکی ہے ۔۔""

عمارہ نے سر پیٹ لیا۔"" ثمرہ میں سخت تنگ ہوں تمہارے ان کاموں سے دو دن سے تم جارہی ہو بازار اور پھر بھی تمہاری چیزیں نہیں پوری ہوئی ہیں ۔چڑی کے بوٹ سا تمہارا بچہ الگ پریشان ہوتا ہے اوپر سے اس وقت گھر پہ آپا اور اعجاز بھائی آئے ہوئے ہیں ۔ انکو اکیلا بیٹھا کر میں گھر سے نکل جاوں ۔ کوئی عقل سے کام لیا کرو اور ایسی کوئی ایمرجینسی نہیں ہے کہ سب کچھ ابھی ہی آئے جو چیزیں رہ جائیں گی ۔ بعد میں ہم خرید کر واصف کے ہاتھ بھیج دیں گے ۔ اب جاو جاکر اپنا سامان پیک کرو پھر زیاد غصہ کرے گا۔

جب عین وقت پر چیزیں اکٹھی کرنے بیٹھو گی ۔۔ "" عمارہ کی باتوں پر ثمرہ صبر کے گھونٹ بھرتی بولی ۔۔۔ "" سامان امثال نے سارا پیک کر دیا ہوا ہے ۔۔ "" عمارہ کی تیوری چڑھ گئی ۔ "" میری بیٹی کی طبعیت ابھی پوری طرح سنبھلی بھی نہیں اور تم نے اپنے کام اس کے سر ڈال بھی دیئے ۔ "" ثمرہ نے ناک سے مکھی اڑائی ۔ "" معاف کیجیے گا مگر آپ کی جو بیٹی ہے نہ مجھے تو کسی کام کو ہاتھ تک نہیں لگانے دیتی کہ جیسے قیامت ہی آ جائے گی ۔ "" عمارہ گہری سانس کھینچ کر رہ گئیں ۔ کیونکہ ثمرہ سچ ہی کہہ رہی تھی ۔ ثمرہ نے ماں کے چہرے پر اداسی دیکھی تو اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے پاس آ گئی ۔

"" آپکی بیگم صاحبہ آپکے لئے اداس ہو رہی تھیں کہ بہت دن سے اپنے سرتاج کی آواز تک نہیں سنی میں نے سوچا آپ سے انکی بات کروا کر نیکی ہی قما لوں ۔۔

"" دوسری طرف خاموشی چھا گئی بات تو وہ کوئی اور کرنے جا رہی تھی مگر اسی وقت امشال کو دیکھ کر شرارت سوجھی جو کہ عمارہ کو سکندر کا پیغام دینے آئی تھی کہ وہ آپکو باہر بولا رہے ہیں ۔ "" خالہ جانی آپکو باہر بولا رہے ہیں ۔ " "" لائن کی دوسری طرف بھی یہ آواز گئی تھی ۔ دھڑکنوں میں کچھ اتھل پتھل ہوئی تھی ۔ ثمرہ نے کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر فون امشال کے حوالے کیا ۔ "" بھابھی اگر اس گھر کے کسی فرد سے تھوڑی سی بھی محبت ہے نہ تو پلیز لائن مت کاٹنا ۔ ہم سب کا اتنا خیال رکھتی ہو ہمیں بھی تو موقع دو اپنے لئے کچھ کرنے کا ۔ ان کے روبرو ہو کر بات نہیں کرنی تو نہ کرو دونوں فون پر تو حال احوال پوچھ سکتے ہو ناں ۔ بھائی تم بھی پلیز فون بند مت کرنا ۔۔۔

"" اپنی بات مکمل کر کے ثمرہ نے عمارہ کا ہاتھ تھاما ۔۔ ""آئیں امی باہر خالہ لوگوں کے پاس چل کر بیٹھتے ہی "" بھابھی اگر اس گھر کے کسی فرد سے تھوڑی سی بھی محبت ہے نہ تو پلیز لائن مت کاٹنا ۔ ہم سب کا اتنا خیال رکھتی ہو ہمیں بھی تو موقع دو اپنے لئے کچھ کرنے کا ۔ ان کے رو برو ہو کر بات نہیں کرنی تو نہ کرو دونوں فون پر تو حال احوال پوچھ سکتے ہو ناں ۔ بھائی تم بھی پلیز فون بند مت کرنا ۔۔۔ "" اپنی بات مکمل کر کے ثمرہ نے عمارہ کا ہاتھ تھاما ۔۔ ""آئیں امی باہر خالہ لوگوں کے پاس چل کر بیٹھتے ہیں ۔ اگلے لمحے وہ باہر نکل کر دروازہ باہر سے بند کر گئی ۔ امثال ہکا بکا اپنی جگہ کھڑی رہ گئی ۔ جس ہتھیلی پہ فون رکھا تھا ۔ وہ ہتھیلی بری طرح کانپ رہی تھی ۔ وہ کبھی بند دروازے کو دیکھتی کبھی ہتھیلی پر رکھے فون کو اچانک فون کی تاریک سکرین روشن ہوئی تو سامنے وہ تھا ۔ تھری پیس سوٹ پر سوبر سا ہیر سٹائل خوبصورت چہرے پہ نرمی کا تاثر ۔ امثال کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ بھی اسکو دیکھ رہا تھا ۔

فون کو سامنے رکھ کر کتنی دیر تک اسکے چہرے کو دیکھتی رہی ۔ جو کہ بے حس و حرکت نظر آرہا تھا ۔ جب امثال کو یقین ہونے لگا کہ وہ لائیو نہیں بلکہ اسکی تصویر نظر آرہی ہے تو دوسری طرف اسکے وجود میں حرکت پیدا ہوئی ۔ اچانک پیچھے کچھ آوازیں آئی تھیں جیسے کوئی دروازے پہ ناک کرکے اندر آیا ہو ۔۔ ابسام نے فون کی سکرین سے نظر ہٹا کر سامنے دیکھتے ہوئے کہا ۔۔ "" یار میری میٹنگ زرا کینسل کر دو اور دیکھو جب تک میں نہ کہوں کسی کو اندر مت آنے دینا ۔۔۔ "" آنے والا جو کوئی بھی تھا ۔ یس سر کہتا ہوا دروازہ بند کرکے چلا گیا ۔ اب ایک دفعہ پھر وہ دونوں آمنے سامنے تھے ۔ کچھ دیر تک یونہی خاموشی سے تکتے رہنے کے بعد وہ بولا تو لہجے میں انتہا کی نرمی تھی ۔ "" تمہاری طبیعت اب کیسی ہے ۔۔ ?? "" اس نے ضبط کرنے کی بہت کوشش کی مگر آنسو نے اختیار ہو کر بہتے چلے گئے ۔ اسکے سوال کے جواب میں ڈھیر آنسو دیتی چلی گئی ۔ دوسری جانب اسکے چہرے سے ہی اسکی بے چینی چھلکنے لگی ۔

پہلے تو تحمل سے انتظار کرتا رہا کہ اب چپ کرتی ہے مگر جب سلسلہ طویل نکل پڑا تو سختی کے ساتھ حکم دیا۔۔ "" امثال ۔۔۔ !!.. ۔ اب بس ۔۔۔ !!.. ۔ سنا تم نے میں کیا کہہ رہا ہوں ۔۔

No more tears woman

امثال کی مزید ہچکی بندھ گئی ۔ ابسام نے اپنی لیپ ٹاپ کی سکرین پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے

اسکے آنسو صاف کرنے چاہے ۔۔۔ "" کیوں کر رہی ہو ایسا ۔۔ ؟؟ "" تھوری دیر تک اسکو اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھتا رہا ۔ پھر اپنی سیٹ سے کھڑا ہوکر جیکٹ اتار کر کرسی کی پشت پر ڈالی کف کھول کر فولڈ کئے اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے کالر کا اوپری بٹن کھولتا ہوا واپس اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا ۔۔ یہ سب عمل اسنے اپنا اضطراب اور بے چینی کم کرنے کی ایک کوشش میں کیا تھا ۔ "" کبھی تمہیں یہ خیال آیا ہے کہ میں بھی گوشت پوست کا بنا ہوا ایک عام سا انسان ہوں امثال ۔۔۔

میں سمجھ سکتا ہوں کہ تم اداس ہو دکھی بھی ہو جانتا ہوں بڑی آزمائش سے گزرنا پڑا ۔۔۔ مگر یہ بھی تو سوچو زندگی نے اچھا تو میرے ساتھ بھی نہیں کیا۔ میری دوست چھن گئی ۔ وہ لڑکی جسکو بچپن سے ہی دل میں بیٹھا دیا گیا تھا کہ میری ہے اچانک سے کسی اور کے حوالے کر دی گئی ۔ جانتی ہو ان گزرے سالوں میں ایک رات بھی میں سکون کی نیند نہیں سویا ہوں ۔۔ ایک وقت پہ مجھے لگتا تھا کہ میں پاگل ہو جاونگا ۔۔۔ پھر خود کو ملامت کرتا کہ یار ایک لڑکی ہی تو تھی ۔ ہو گئی شادی کہیں اور

... what's the bloody big deal

۔مجھے اور لڑکی نہیں ملنے لگی ۔۔ اور اس مقام پر میرا دل چاہتا تھا ۔ لڑکیوں کی طرح اونچی اونچی بین کر کے روں ۔۔۔ کہ یار مجھے لڑکیوں سے کیا لینا میری تو وہ تھی ۔۔ "" امثال نے اسے درمیان میں ٹوکا ۔۔ "" جب تم آخری دفعہ مجھ سے ملے تھے تم نے خود کہا تھا کہ تمہیں مجھ سے کوئی عشق نہیں تھا جو دکھی گانے سن کر روتے رہو گے پھر تمہیں تو سکون کی نیند سونا چاہیے تھا ۔۔

"" ابسام کے چہرے پہ خوبصورت سی نرم مسکراہٹ پھیل گئ۔ "" وہ میری غلط فہمی ثابت ہوئی ۔۔ جب تک تم قریب رہیں ۔۔۔ کبھی ایسا کوئی خیال جو نہیں آیا تھا۔ ایک دفعہ دور کیا ہوئی ہو ہر طرف تم ہی تم رہ گئیں تھیں ابسام کی تو زات ہی ختم ہوگئ امشال مجھے اندازہ تک نہیں تھا۔ یقین کرو میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم نے میرے اندر اتنی گہرائی تک جڑیں کھودی ہوئیں ہیں۔ "" وہ یک ٹک اسکا چمکتا ہوا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ ۔۔ اچانک امشال نہ جانے کس احساس کے زیر اثر پریشان سی ہوگئ ۔ تھوڑی دیر پہلے جو اپنی سی لگ رہی تھی یک دم پھر اس کی آنکھیں اجنبی ہو گئیں۔ وہ جو بہت غور سے اسکو پڑھ رہا تھا۔ فوراً الرٹ ہوا۔۔۔

"" میری ایک دو باتیں غور سے سن لو پھر میں تمہارا زیادہ وقت نہیں لونگا تم بڑے آرام سے جاکر اپنے خالہ خالو اور دوسرے سب رشتوں کی خدمتیں کرتی رہنا۔۔۔ تم اس رشتے سے خوش نہیں ہو ۔۔۔ یہ بات اگر تم نہ بھی کہو تو تمہارے چہرے پہ اتنی واضع لکھی ملتی ہے کہ پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔۔۔

تم ٹینشن کا شکار مت ہوا کرو ٹینشن کریٹ کرنے والی تو میری زات ہی ہے نہ کیونکہ باقی سب فیملی کے ساتھ تو تم نارمل ہو اک فقط میری زات سے تمہیں سب بکھیڑے ہیں تو میں ختم کردونگا۔۔۔۔
پہلے بھی جب تم نے اپنے والد صاحب کا ساتھ دیا تھا میں نے کوئی اعتراض تو نہیں کیا تھا۔ ہاں تھوڑا سا احتجاج تو یارہ میرا حق تھا۔
ورنہ بقول شاعر۔۔۔

"" میں نے خوش ہو کر لٹنا گوارا کیا۔۔۔
سمجھا تیری خوشی کو میں اپنی خوشی۔۔۔
میں نے تیرے اشاروں کا رکھا بھرم۔۔۔
تو نے چاہا جہاں میں وہاں لٹ گیا۔۔۔ ""

اور یہ بھی شاعر نے شاید میرے لئے ہی کہا کہ

"" تو نے اپنا بنا کر نظر پھیر لی میرے دل کا سکون نہ رہا لٹ گیا۔
مجھ کو لوٹا تیرے عشق نے جانے جاں۔
میں تیرے عشق میں جانے جاں لٹ گیا۔ """"

میں کل بھی خاموشی سے ایک طرف ہو گیا تھا۔ آج بھی ہو جاونگا بتاو اس سے تمہاری پریشانی کم ہو جائے گی ۔۔ "" وہ پھر سے رونا شروع ہو گئی تو ابسام گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ "" اگر میں تم سے بھی علیحدگی لے لونگی تو ابو یہی سوچینگے کہ میں نے انکو معاف نہیں کیا حالانکہ مجھے ان سے سوائے تمارے ساتھ شادی کروانے کے اور کوئی شکوہ نہیں ہے اگر مجھے زرا بھی علم ہوتا کہ یہ میری شادی تم سے کروا دیں گے تو میں کبھی فرید سے علیحدگی نہ لیتی میں اس کے پیر پڑ جاتی کسی بھی طرح اسکو منا لیتی کہ اپنی چار دیوادی میں رہنے دے ۔۔

نہ رکھتا وہ مجھ سے کوئی تعلق بدلے میں ہفتے میں ایک دفعہ ہاتھ اٹھانے کی بجائے روز مار لیتا مگر پھر بھی اُس زندگی کی ذلالت اس موجودہ زندگی سے کم ہی ہوتی اب تو میں اپنے آپ سے بھی آنکھ ملانے کے قابل نہیں رہی ہوں ۔۔۔

نہ رکھتا وہ مجھ سے کوئی تعلق بدلے میں ہفتے میں ایک دفعہ ہاتھ اٹھانے کی بجائے روز مار لیتا مگر پھر بھی اُس زندگی کی ذلالت اس موجودہ زندگی سے کم ہی ہوتی اب تو میں اپنے آپ سے بھی آنکھ ملانے کے قابل نہیں رہی ہوں ۔۔۔ "" وہ اپنے بھنوں کے درمیانی حصے میں انگلی پھیر رہا تھا۔ بڑے ٹھہرے اور سرد لہجے میں شروع ہوا ۔۔۔ "" یہ ساری بکواس کرنے کی بجائے تم ایک ہی دفعہ مجھے گولی کیوں نہیں مار دیتی ہو ۔۔ یا کہو تو میں خود اپنے آپ کو شوٹ کر کے تمہاری پریشانی دور کر دوں ۔۔ "" امثال اسکے لہجے سے خائف ہو کر دھیمے سے بولی ۔۔ "" ایسی باتیں نہ کرو ۔۔۔ "" جواب میں جھنجلا اٹھا ۔۔

ایسی نہیں تو اور کیسی باتیں کروں میری بیوی مجھے بولے کے میرے ساتھ زندگی گزارنا اسکے لئے زلالت کا باعث ہے تو کیا اس بات پر مجھے فخر سے سینہ چوڑا کرکے چوک میں اپنا بت لگوانا چاہئے کہ آنے جانے والے مجھ پر پھولوں کے ہار ڈال کر گزریں ۔۔۔ "" امشال اسکا غصہ دیکھ کر گڑبڑا گئی ۔ "" میں نے بیوی کی حثیت سے تھوڑی ایسا بولا ہے ۔۔ """ اسکی بات پر فٹ سوال آیا تھا ۔۔ "" اچھا تو کیا میری گرل فرینڈ کی حثیت سے ارشاد فرمایا ہے ۔۔ ??.. وہ آگے سے خاموش ہی ہو گئی ۔ ابسام نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا ۔۔

"" میری ایک بات مانوگی ۔۔ ??

میں اس وقت آفس میں ہوں زیادہ لمبی بات نہیں کرسکتا اور ویسے بھی یہ مسلہ فون پہ بیٹھ کر حل ہونے والا نہیں ہے ۔۔ اسلیے میں تمہارے لیے ٹکٹ کروا دیتا ہوں تم ادھر آجاو پھر بات کریں گے ۔۔ "" اسکے بات کے دوران ہی امشال نے نفی میں سر ہلانا شروع کردیا ۔ "" میں ہرگز بھی وہاں نہیں آونگی ۔۔۔ ""

ابسام کے ماتھے پر تعجب سے تیوری آئی۔ """ پوچھ سکتا ہوں کہ کیوں نہیں ۔۔ """ اس نے پھر نفی میں سر ہلایا ۔۔۔ تو وہ نرم ہوگیا ۔۔ """ تمہیں علم ہے کہ ساری فیملی کو ہم دونوں کہ وجہ سے کتنی ٹینشن ہے اور تمہیں لگتا ہے کہ اعجاز ماموں کی صحت سٹریس برداشت کر سکتی ہے ۔۔۔ """ وہ درمیان میں ہی جھنجھلا کر قدرے اونچی آواز میں بولی ۔۔۔ """ یہ بھی اچھا طریقہ ہے اعجاز ماموں کی صحت دیکھا کر نکاح نامے پر سائین کروالیے اعجاز ماموں کی صحت دیکھا کر آج اپنے پاس بولا رہے ہو کل کو اعجاز ماموں کی ہی صحت دیکھا کر بچے پیدا کروا لوگے ۔۔۔ """ جزباتی پن میں بولتے ہوئے اندازہ ہی نہ ہوا کہ کیا بول گئی ہوں ۔۔ مگر دوسری طرف ابسام کے بے اختیار اور بے ساختہ ابھرنے والے بھرپور قہقہے نے شرمندہ کر دیا ۔۔۔ وہ بھی ہنسا تو ہنستا چلا گیا ۔۔۔

امثال کو اور کچھ نہ سوجھا تو لائن ہی کاٹ دی ۔۔۔ ""اب ایسی بھی کوئی بات نہیں بول دی کہ دانت ہی اندر نہ ہوں ۔۔۔ "" فون پر کال آرہی تھی مگر اس نے کال اٹھانے کی بجائے فون بیڈ پر پھینک دیا ۔۔۔ اور خود بڑبڑاتے ہوئے انگلیاں چٹخنے لگی ۔۔۔ فون جب چیخ چیخ کر بند ہوجاتا تو دو سیکنڈ کے وقفے کے بعد دوبارہ سے چیخنے لگتا ۔۔۔ اس نے جیسے کان ہی بند کر لیے فون وہیں چھوڑ کر باہر آگئی ۔ سیٹنگ روم کے دروازے کے پاس ہی پہنچی تھی کہ اندر موجود سب افراد اپنی باتیں چھوڑ اسکی شکل دیکھنے لگے ۔۔۔ اس نے تعجب سے باری باری سب کی شکل دیکھی"" کیا میرے سینگ نکل آئے ہیں ۔ ؟؟ "" پوچھنے کے ساتھ ہی اس نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا ۔۔۔ سب سے اونچا قہقہہ اسکے اپنے والد کا تھا ۔ جو اسکو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے ۔ انکے چہرے پہ چمکتی خوشی نے امثال کو مبہوت کر دیا ۔۔۔

ذہن میں سوال ابھرا کہ کیا واقعی میری ذات میرے باپ کے لئے اتنی اہمیت کی حامل ہے ۔ میرے ابسام کے ساتھ بات کرنے سے ہی ان سب افراد کے چہرے کھل اٹھے ہیں ۔۔ ابو نے اشارہ کرکے اپنے قریب آکر بیٹھنے کا بولا تو وہ چلتی ہوئی انکے قریب آکر بیٹھ گئی اور اپنا سر انکے کندھے سے لگا لیا۔۔ دنیا میں سب رشتوں میں اسے اپنا باپ عزیز تھا۔ جو اس سے دھیمی سی آواز میں سہلیوں کی طرح پوچھنے لگے ۔۔۔ ""پھر کچھ بتایا تمہارے میاں نے کب گھر آرہا ہے ۔۔۔ "" ابھی فون پر بات کرنے سے پہلے وہ یہیں سے اٹھ کر اندر گئی تھی تب ابو بڑے سنجیدہ سے بیٹھے ہوئے تھے ۔ بلکہ اک عرصہ ہوا اس نے انکو یوں شرارتی لہجے میں بولتے نہیں دیکھا تھا۔ بہت ڈھیر سارے آنسو چپ چاپ دل کی زمین کو نم کرتے چلے گئے اور وہ بظاہر دھیمے سے مسکرا کر بولی ۔۔ "" نہیں ابو ابھی وہ نہیں آرہا۔۔۔

"" ان کے چہرے پر تاریک سایہ لہرا گیا ۔۔ "" بلکہ مجھے وہاں آنے کا کہہ رہا ہے ۔۔ "" اِسی پل وہ چہرہ پھر سے کھل اٹھا آنکھوں میں نمی گھل گئی ۔سارے حال میں آوازیں گونجنیں لگیں ۔۔ "" اچھا یہ تو بڑی اچھی بات ہے تمہاری بھی آوٹنگ ہو جائے گی ۔۔ "" یہ خالہ کی آواز تھی ۔۔ جبکہ خالو بولے ۔۔۔ "" میں ابھی سیٹ کنفرم کروانے کے لئے فون کرتا ہوں ۔۔ ہو سکتا ہے شام کی ہی مل جائے ۔۔۔ "" ثمرہ بولی ۔۔ "" چلو آو میں تمہاری واڈروب میں سے اچھے اچھے کپڑے نکال دوں اور وہ جو میرا ہیا پیرٹ صوٹ ہے ناں اسکی فیٹنگ بہت زیادہ ہے وہ بھی تم رکھ لینا ۔ """" امی بولیں ۔۔ "" میں اور عمارہ مارکیٹ کا چکر لگا آتی ہیں ۔جو بھی چاہیے لسٹ بنا دو ۔۔۔ "" وہ حیران پریشان رہ گئی اک دم چلائی ۔۔ با۔۔۔س ۔۔۔ !!!! ۔ سب خاموشی چھا گئی ۔۔ "" سچی میں مجھے علم ہوتا ناں کہ آپ لوگ مجھے یہاں سے نکال کر اتنے خوش ہونگے تو میں کبھی بھی

اپنے معصوم سے شوہر کو وہاں نوکروں کے اوپر چھوڑ کر یہاں نہ رکتی ۔۔۔ سچ کہتے ہیں کہ بھلائی کا کوئی زمانہ نہیں ہے ۔۔۔ اینڈ تھینک یو ویری مچ آپ لوگوں کو کچھ بھی تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے سیٹ وہ خود کروا کر بتا دیگا اور میرے پاس لا تعداد جوڑے رکھے ہیں مزید خرچے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ اب آپ لوگ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے کچھ کام کر لوں ۔۔۔۔ """ وہ اپنی بات پوری کر کے سب کو گھورتی ہوئی وہاں سے جانے لگی تو ثمرہ کی آواز آئی ۔۔۔ """ ارے لوگوں کیا یہ ابھی ادھر جو عورت تقریر کر کے ہٹی ہے کوئی بتائے گا کہ کون تھی ۔۔ "" واصف فٹ بولا ۔۔۔ "" عبداللہ کی نالائق ماں میں بتاتا ہوں تمہیں کہ وہ ہماری عظیم و شان اکلوتی بھابی ہیں ۔۔۔۔ ارے کب بھابی تو لگ ہی نہیں رہی اسکے تو منہ میں زبان ہی نہ تھی ۔۔۔۔ "" واصف نے جیسے بہن کی عقل پر ماتم کیا ۔۔

"" عبداللہ کی ماں زبان تب تک نہ تھی جب تک انکا اپنے میاں سے خاموشی کا روزہ چل رہا تھا۔ ابھی روزہ کھل گیا اسلیے اپنی خیر مناو۔۔۔ "" ساتھ ہی خالہ خالو سے مخاطب ہوا ""کیا ہے یار بزرگو میرے یار کو بھی ساتھ لے آتے کوئی گاڑی کا پیٹرول اسکے ساتھ آنے سے زیادہ تو نہیں لگنا تھا۔۔ "" اعجاز مسکراتے ہوئے بتانے لگے ۔۔۔ "" نہیں بیٹے گھر پہ بھی تو کسی نے رکنا تھا تم ایسا کرو ناں واپسی پہ ہمارے ساتھ چلو۔بلکہ تمہارے دادا کو بھی ساتھ لیکر جانا ہے کپاس کی کٹائی ہونی ہے۔۔ ڈیرے پہ آج کل بڑی رونق لگتی ہے "" دادا اسی وقت بولے "" عمارہ پتر میرا بیگ تیار کر دو آج ثمرہ بھی جا رہی ہے۔۔ امثال نے بھی جانا ہے اور یہ لومڑ واصف اگر ماسی ماسڑ کے ساتھ چلا گیا تو میں گھر پر تمہارے میاں کی سڑی ہوئی شکل نہیں دیکھ سکتا اچھا یہی ہے کہ اعجاز کے ڈیرے پہ آنے والے چنگڑوں سے نئے نئے قصے سن کر آوں۔۔۔

"" سکندر کی بے چاری سی بنی شکل دیکھ کر سب کی ایک دفعہ پھر ہنسی نکل گئی.

★★★★★★★

""سچی میں مجھے انتہائی شرم آرہی ہے ""ثمرہ نے اسکے بازو پہ اک ہاتھ رسید کیا۔۔۔ "" سچی کی کچھ لگتیں نہ ہوں تو۔۔۔ پچھلے ایک گھنٹے سے آپ دو سو بار یہی ایک فقرہ بول چکی ہو اور کچھ نہیں بچا کہنے کو۔۔۔؟اس نے ثمرہ کے گول گپے کے گال پر بوسہ لیا۔۔۔ "" مجھے یوں لگ رہا ہے کہ میں اسلام آباد نہیں بلکہ تیسری دنیا کے کسی ملک میں جا رہی ہوں جو یوں دو گاڑیاں بھر کر آپ لوگ مجھے ائیرپورٹ سی آف کرنے آئے ہیں۔۔۔"" وہ واقعی بڑی پریشان سی صورت بنائے کھڑی تھی۔ عمارہ نے دھیمے سے ہنستے ہوئے امثال کو خود میں بھینچ لیا۔ "" میری جان یہ ہمارے بس کی بات تھوڑی ہے

یقین جانو تم میاں بیوی نے یوں اچانک سے اپنی بول چال کا سلسلہ شروع کر کے ہمیں دوبارہ سے زندہ کر دیا۔۔۔ ابسام کو تم منانا کہ وہ اب لاہور ہی شفٹ ہو جائے تمہاری بات کا انکار نہیں کرے گا۔ مجھے تو ہمیشہ ٹال ہی دیتا ہے ۔"

واصف نے درمیان میں ہی ٹوک دیا"" میری بھولی ماں جس وجہ سے بھائی چھپے ہوئے تھے ۔ جب وہ وہاں جا رہی ہیں تو اب بھاگ کر بھائی نے واپس اپنی اماں کے پاس آنا ہے۔۔ "" ہنسی کے فواروں کے دوران وہ ایک ایک کر کے سب سے ملی ۔۔۔ "" سکندر نے اسکے سر پہ شفقت سے ہاتھ پھیرتے آگاہ کیا۔۔۔۔۔ "" میری بات ہوئی ہے ابسام سے کہہ رہا تھا کہ کب تک امثال کو بھیجیں گے ۔میں نے کہا ہے ابھی ہفتہ دو تک صاحبزادے نے خاموشی سے فون رکھ دیا۔۔ مگر تم فکر نہ کرو اسکے ملازم لڑکے کو میں نے فون کر کے کہہ دیا ہے وہ عین وقت پر اسے بتا کر ائیرپورٹ بھیج دے گا۔۔۔

"" ویسے تو خاموشی سے سر اثبات میں ہلا دیا دل میں وہ سوچ رہی تھی ۔ (آپ لوگوں کو اگر میرے یہاں سے جانے اور اسکے یوں بلانے کی حقیقت معلوم ہو جائے تو کیا ہو) "" آخر میں ابو سے ملی تو انہوں نے کئی پل تک اسکو اپنے ساتھ لگائے رکھا دونوں باپ بیٹی کی نم آنکھیں دیکھ کر سبھی اموشنل ہو گئے ۔ ابو نے اسکے گال پہ بہنے والے چند قطرے اپنی ہتھیلی پر سمیٹ لئے "" امثال ابسام تم میری وہ بیٹی ہو جس نے آج تک کبھی کسی مقام پر میرا سر جھکنے نہیں دیا تم یہ نہ سمجھنا کہ جو تمہارے دل پر بیت رہی ہے تمہارا باپ اس سے ناواقف ہے ۔ میری جان جب آپ ماں باپ کی رضا کو اپنی رضا مان کر انکا سینہ دنیا کے سامنے یوں چوڑا کر دیتے ہو تو ماں باپ تمہارے لبوں سے نکلنے والی ہر خاموش سسکی سن رہے ہوتے ہیں ۔ دل میں محسوس کر رہے ہوتے ہیں ۔ تمہیں یہی لگتا ہے کہ یہ رشتہ نس بڑوں نے ایک دفعہ پھر اپنا حق استعمال کرتے ہوئے جوڑ دیا ۔

جس کے پاس جا رہی ہو اسکو میں نے کہہ دیا ہے کہ تمہیں حقیقت سے واقف کرے ۔۔۔ خاموشی کی بقل مار کر بیٹھا ہوا ر میری امثال نہ جانے کیا کیا سوچ سوچ کر خود کو کھوکھلا کر رہی ہے ۔۔۔ "" اس نے تعجب سے سوالیا نظریں اٹھا کر ابو کی آنکھوں میں دیکھا ۔۔ "" کیسی حقیقت ابو جی ۔۔ ؟؟,, "" ابو بس مسکرا دیے ۔۔ "" اس سے پوچھ لینا بتا دیگا ۔۔۔ اب جاو اللہ بیلی ۔۔۔۔ "" اور وہ سارے سوال اور دکھ دل میں ہی لئے اسلام آباد آگئی ۔۔۔ آرائیول ٹرمنل سے باہر نکلتے ہوئے دل یونہی گھبرائے جا رہا تھا ۔ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ وہاں استقبال کو آئے لوگوں کی شکلوں کو باری باری دیکھتے ہوئے اسے ڈھونڈ رہی تھی ۔ جس کے ساتھ تعلق بہت مضبوط تو تھا مگر اس میں نہ دلی سکون تھا نہ اعتبار ۔۔۔ اور یہ ناو کسی نہ کسی جانب تو اب لگ کر رہنی تھی ۔ وہ جزباتی پن میں ہی یہاں آجانے کا فیصلہ کر بیٹھی تھی ۔ سب کے چہرے پر پھیلنے والی خوشی نے یہ فیصلہ کروا دیا تھا ۔

اور اب وہ سارا وقت پچھتاوے کا شکار رہی تھی ۔۔ پر اب کیا ہو سکتا تھا۔ وہ کہیں نظر نہ آیا ۔۔۔ دل کو نہ جانے خوشی ہوئی کہ مایوسی ۔۔۔۔ جب سترہ اٹھارہ سالہ لڑکا اسکے سامنے پھولوں کا بکے لیکر آیا ۔۔۔ "" اسلام علیکم باجی ۔۔۔ ویلکم ٹو اسلام آباد یہ پھول آپکے لیے ۔۔۔

"" وہ دماغ میں اندازے لگاتی جواب دینے لگی ۔۔ "" وعلیکم اسلام ۔۔۔ آپ کون ۔۔۔؟ ""

وہ مسکرایا تو چہرے پر حد درجہ معصومیت اور خوشی تھی ۔ "" میرا نام عاقب ہے ۔۔۔ "" امثال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی ۔ "" تو تم ہو عاقب بھئی بڑے چرچے سنے ہوئے ہیں تمہارے تو ۔۔۔ "" وہ کھل کر ہنس دیا "" چرچے کہاں جی واصف بھائی کے منہ سے میری بے عزتی سنی ہو گی "" امثال اسکے درست اندازے پر نفی میں سر ہلاتے ہوئے مسکرا دی ۔

ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر پھول پکڑ لیے ۔۔۔ "" پھولوں کے لئے شکریہ عاقب ۔۔۔ "" شکریہ کی کونسی بات ہے باجی لائیں اپنا سامان مجھے دیں ۔۔۔ گاڑی ادھر سائیڈ پر موجود ہے آئیں ۔۔ "" سامان والی ٹرالی عاقب نے تھام لی اور وہ اسکے ساتھ چلتی ہوئی گاڑی تک آئی ۔۔ پہلے عاقب نے پیچھلی سیٹ کا دروازہ اسکے لئے کھولا اسکے بیٹھنے کے بعد دروازہ بند کرتا سامان رکھنے کے بعد ڈرائیونگ سیٹ سنبھالنے کے بعد اپنی منزل کو جانے والے رستوں پر گاڑی ڈال دی ۔۔۔ جب رش سے نکل آیا تو امثال سے مخاطب ہوا ۔۔۔ "" باجی آپکو برا تو لگا ہو گا کہ ابسام بھائی خود آپکو ائیرپورٹ پر لینے کیوں نہیں آئے مگر دیکھئے قصور انکا نہیں میرا ہے کیونکہ میں نے انکو انکے ابو کا پیغام دیا ہی نہیں ۔

وہ تو روٹین کے مطابق آفس گئے ہوئے ہیں ۔ اب دیکھئے گا کتنا مزا آئے گا ۔ جب آپکو اچانک سے شام کو اپنے سامنے دیکھیں گے ۔۔۔ "" امثال نے کنفیوز سی نظروں سے عاقب کے رد عمل کو دیکھا جو کہ امثال کے مطابق کچھ زیادہ ہی خوشی کا اظہار کر رہا تھا ۔ "" عاقب میری سمجھ میں ایک بات نہیں آ رہی ۔۔ ""
عاقبنے گاڑی کی سپیڈ تھوڑی کم کی ۔۔ "" وہ کیا باجی ۔۔ ?? "" ...
"" وہ یہ کہ میں پہلی دفعہ تم سے ملی ہوں اسکے باوجود تم نے کیسے مجھے پہچانا ۔۔۔ ?? "" عاقب ہنس دیا ۔۔ "" باجی آپکو پہچاننا کوئی مشکل کام ہے بھلا ۔۔۔ "" امثال اس لڑکے کو جھ نہ پا رہی تھی ۔۔ "" اچھا مجھے تو علم ہی نہیں تھا کہ میں اتنی جانی پہچانی ہستی ہوں ۔۔۔۔ "" عاقب کا سارا دھیان سامنے سڑک پر تھا ۔۔۔ "" باجی ابھی آپ گھر تو جا ہی رہی ہیں خود ہی آپکو آپکے سوال کا جواب مل جائے گا ۔۔ "" وہ مزید کچھ نہ بولی ۔۔

ویسے بھی آنے والے وقت نے اسکی ساری توجہ منتشر کی ہوئی تھی ۔ ائیرپورٹ سے بیس منٹ کی مسافت کے بعد گاڑی ایک چھوٹے اور پوری طرح سبزے میں گھرے بنگلے کے سامنے رک گئ ۔۔ عاقب نے نیچے اتر کر پہلے گیٹ کھولا اور پھر گاڑی پورچ میں جا روکی ۔۔۔ اس وقت وہ دل میں شکر گزار بھی تھی کہ ابسام منظر پر موجود نہ تھا ۔ کچھ لمحے ہی سہی سکون سے گزاز سکتی تھی ۔ """ باجی آپ اندر چل کر اپنا گھر دیکھ لیں میں آپکا سامان

ٹھیکانے پر رکھ کر آکے لئے کچھ کھانے کو لاتا ہوں
"" امثال کو چونکہ بھوک پیاس کچھ محسوس نہ ہو رہا
تھا اسلیے منع کر دیا "" نہیں میرے لئے کچھ لانے
کی ضرورت نہیں ہے جب ضرورت ہوئی مانگ لونگی
"اچھا باجی سیٹنگ روم اور بیڈ روم دونوں جگہ بزر
موجود ہے کوئی بھی ضرورت ہو بزر کر دیجئے گا جن
کی طرح فوراً حاضر ہو جاؤنگا "" امثال اسکی مثال
پر ہنس دی ----

★★★★ ★★★★

دل سنبھل تو جائے گا پر سنبھلے نھیں
تم ھی کوئی رستہ دیکھلا و ناں
بس یھی میں چاھوں کوئی بات کرو
ھے سونا من تجھ بن آ و ناں
تورے نام کر دوں جو بھی ھے مجھ میں
تورے نام کر دوں جو بھی ھے مجھ میں
بولے بولے دل تیرا نام
مجھ میں بولے بولے دل

گاڑی کے سٹریو سے گونجتی عاطف اسلم کی آواز کو اس نے ہاتھ مار کر بند کر دیا۔ ماتھے پہ تیوری چڑھی ہوئی تھی ۔۔ "" سارے فساد کی جڑ ہی یہ بے غیرت دل ہے "" با آواز بلند بڑ بڑاتے ہوئے گاڑی کی بریک پر پاؤں کا دباؤ ڈالتے ہوئے ہارن مارا دوسرے لمحے ہی گیٹ کھلتا چلا گیا ۔۔۔ اس نے پورچ میں کھڑی پہلی ایک گاڑی کے برابر میں لاکر اپنی کار کا انجن بند کر دیا ۔۔۔ ساتھ والی سیٹ پر رکھا اپنا موبائل اور جیکٹ اٹھا کر باہر نکل ۔۔۔ "" آج آپ اتنی دیر سے کیوں آئے ہیں ۔۔۔ ؟؟ "" اندر کی طرف جاتے اسکے قدم عاقب کے سوال پر تھم گئے ۔۔ مڑ کر عاقب کو دیکھا ۔۔ "" محترم جناب عاقب صاحب میں آزاد ملک کا ایک آزاد شہری ہوں ۔۔۔ اسلیے جب میرا جی چاہے گا میں اس وقت گھر آونگا ۔۔۔ میں تمہیں جواب دینے کا پابند ہوں ہی نہیں ۔ "" ایڑھیوں پر گھوم کر قدم پھر سے آگے بڑھا دیے۔ اقب کی آواز پھر آئی "" تو آج موڈ خراب ہے ""

کیا آفس میں کسی سے جھگڑا ہو گیا؟

"" اس نے موبائل سیٹنگ روم کے ٹیبل پر پٹخنے کے انداز میں رکھا ""

او یار میرا موڈ نہیں میں بزات خود سر سے پاوں تک ایک خراب بندہ ہوں اور جھگڑا کیوں ہو گا میرا کسی کے ساتھ۔۔۔ تمھیں میں کوئی جھگڑالو قسم کا انسان لگتا ہوں کیا۔۔۔ "" ہاتھ میں پکڑی جیکٹ بھی یونہی صوفے پر پھینک دی۔۔۔ عاقب نے اسکی گاڑی میں سے نکالا اسکا بریف کیس لیجا کر سیدھا اسکے بیڈ روم میں رکھ دیا جبکہ وہ کھڑے کھڑے ہی ریموٹ اٹھا کر چینل بدلنے لگا۔۔۔۔ عاقب کمرے سے باہر آتے ہوئے پھر نہ چپ رہ سکا۔۔۔۔ "" ویسے اگر امثال باجی یہاں آجائیں تو آپ تب بھی کیا ایسے ہی سڑو قسم کے رہیں گے۔۔۔ "" اسکے لب بھینچ گئے۔۔۔ بری طرح عاقب کو گھورتے ہوئے وارن کیا۔۔۔ ""

اس وقت میرے سامنے اس عورت کا نام مت لو۔۔۔ اور وہ یہاں میرے پاس کیا لینے آئے گی اسکا سب کچھ تو ادھر ہے جہاں وہ رہتی ہے۔۔۔ میں اسکے لئے ہوں ہی کیا۔۔۔

بقول شاعر:

زندہ رہیں تو کیا ہے جو مر جائیں ہم تو کیا
دنیا سے خامشی سے گزر جائیں ہم تو کیا

عاقب نے ساتھ ہی توبہ استغفار پڑھنا شروع کر دیا "" مریں آپکے دشمن "" ابسام نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا "" ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اور جانتے ہو میرا سب سے بڑا دشمن کون ہے میرا دل ۔۔۔ ایسا کوئی بے غیرت دل ہے دن میں نہ جانے کتنی دفعہ صرف اسکے لئے دھڑکتا ہے جسکو ہفتوں کبھی میرا خیال بھی نہیں آیا ہو گا ۔ خیر ایم سوری یار آج میں سارا دن بہت اپ سیٹ رہا ہوں اسی لئے تمہارے سامنے یہ ساری بکواس کر رہا ہوں میری باتوں پر غور نہ کرنا میں بس تھوڑا فیڈ اپ ہوں ۔ تم کھانا نکالو میں فریش ہو کر آتا ہوں۔ "" بیڈ روم کا دروازہ کھولتے ہی سیدھی نظر اسی پہ پڑی ۔آج بھی اس نے ایک نظر بھی اس پر نہ ڈالی۔۔۔

اپنے پیچھے دروازہ بند کرنے کے بعد وہ آکر اسکے عین سامنے صوفے پر نیم دراز ہوگیا۔۔۔ ڈارک گرے ٹراوزر پہ سفید شرٹ کے اوپر سرخ ٹائی میں وہ تھکا تھکا سا آنکھیں بند کر کے چند منٹ تک یونہی پڑا رہا۔۔۔ پھر آنکھیں کھول کر اسکی جانب دیکھنے لگا تو یک ٹک دیکھتا چلا گیا۔۔۔ کافی دیر بعد اٹھا جوتے اتارے اور واش روم کے سلیپر پہن کر دروازے کے پیچھے غائب ہوا تو امثال نے کب سے روکی ہوئی سانس خارج کی۔ اسکی کی گئی ساری باتیں امثال کا بلڈ پریشر بڑھا رہی تھیں مگر وہ عاقب کے دیئے گئے واسطوں کی خاطر خاموش چپ چاپ بیٹھی ہوئی تھی۔ ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کر رہی تھی جس وقت واش روم کے لاک کھلنے کی آواز آئی فوراً ہاتھ پہلو میں گر گیا۔۔۔ وہ باہر آیا تو آف وائٹ شلوار سوٹ میں ملبوس تھا۔۔۔ گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑتا اسکے ساتھ آکر بالکل پاس بیٹھ گیا۔۔۔ تولیا ایک طرف اچھال کر بولا تو نظریں نیچی اور لہجہ ہارا ہوا تھا۔۔۔ """ امثال تم ایک ہی دفعہ مجھے بتا کیوں نہیں دیتیں کہ تم کیا چاہتی ہو ؟ """ کچھ دیر چپ رہنے کے بعد پھر بولا """ امی کہتی ہیں کہ مجھے لاہور

تمہارے پاس رہنا چاہیے ۔۔۔ اور مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میں انہیں کیسے بتاوں کہ یہاں تو تم میرے ساتھ ہوتی ہو وہاں جاتا ہوں تو بہت دور بہت اجنبی نظر آتی ہو ۔۔۔ جب پرسوں میں نے تم سے ریکویسٹ کی تھی کہ یہاں آجاو ٹیکٹ بھی کروادی تھی ۔۔ پھر کیوں نہیں آئی ہو ۔۔جب صبح سے ابو نے کال کرکے بتایا ہے کہ ہفتے دو بعد شائد آو میں تب سے خود سے لڑ رہا ہوں ۔۔۔ آج سارا دن کام کرنے کا بالکل من نہیں کیا پر تم سے بچنے کے لئے آفس میں جھک مارتا رہا ہوں۔ گھر لیٹ بھی تمہاری وجہ سے ہی آیا ہوں ۔۔کیونکہ مجھے پتا تھا سامنے بیٹھی ملوگی ۔۔۔ تم نے میرے لئے وہ کہاوت بالکل سچ کر دی ہے ۔۔ کہ دریا کے پاس پیاسا ۔۔۔۔ میں ہوں وہ ۔۔۔۔ تم سامنے ہوتی ہو بیٹھی رہتی ہو ہاتھ بڑھا کر پکڑنے کی دیر ہوتی ہے وہیں غائب ہو جاتی ہو ۔ """ وہ نہ جانے اور کیا کچھ بتاتا مگر امثال کا ضبط جواب دے گیا اس سارے وقت میں پہلی دفعہ سر اٹھا کر اس سے مخاطب ہوئی تو وہ اچھل پڑا ۔۔۔۔ """ تمہارا کھانا کمرے میں ہی لاوں یا باہر بیٹھ کر کھاو گے ۔ """

اسکے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی ۔۔ وہ اپنی جگہ بیٹھا سوچنے لگا کہ یہ ہوا کیا ہے ۔۔ پھر لگا شائد میرا الوژن اب حد سے بڑھ گیا ہے جو آج وہ باتیں کرتی نظر آئی ۔۔ "" عاقب ۔۔۔ !!! ... "" اگلے پل عاقب بوتل کے جن جیسے حاضر ہوا دانت نکالتے ہوئے ۔ "" جی بھائی ۔۔ "" وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا ٹھوڑی پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے عاقب کی بتیسی کو گھورا ۔۔۔ دونوں ہاتھ پشت پر باندھتے ہوئے ۔۔ پوچھا "" کیا ہم دونوں کے علاوہ وہ بھی یہاں موجود ہے عاقب کی معصومیت دیکھنے لائق تھی ۔ "" وہ کون ؟ "" وہ چلتا ہوا آ کر عاقب کے سر پر کھڑا ہو ۔"" کچن میں کون ہے ؟ "" انتہا کی سنجیدگی تھی اور عاقب بتیسی ۔ "" کچن میں باجی امشال ہیں ۔ "" وہ بے ساختہ ایک قدم پیچھے ہٹا ۔ "" وہ کب آئی ؟ "" عاقب نے بتایا ۔۔۔ "" شام چار بجے کی فلائٹ سے ۔۔ اسی سیٹ سے جو آپ نے بک کروائی تھی ۔ آپکے ابو کی صبح کا آئی کہ آپکو ایئرپورٹ بھیج دوں پر بھائی آپکو سرپرائز دیکھنے کے چکر میں نہیں بتایا ۔

"" ابسام نے اپنا سر نفی میں ہلایا "" تمہارا سرپرائز تو اچھا ثابت ہوا ہے۔ اسکا مطلب ہے اس نے میری کی گئی ساری بکواس بھی سنی ہے۔ "" ابسام کی شکل دیکھ کر عاقب کی ہنسی نکل گئی۔"" یہی تو میرا مقصد تھا بھائی جو آپکے کمرے سے کبھی کبھی باتوں کی آوازیں آتی ہیں وہ انکے تصور کی بجائے آج براہ راست ان سے ہوں۔"" اس نے نرم نظروں سے عاقب کو گھورا۔ "" یہ بات اسکے سامنے کی ناں تو جوتے کھاو گے چلو اب کھسکو یہاں سے اچھا خاصا بدھو فیل کر رہا ہوں۔ "" عاقب اپنی ہنسی دباتا نکل گیا۔ "" میری باجی نے کھانا لگا دیا ہے صاحب آکر کھا لیں۔ "" عاقب اتنا کہہ کر بھاگ لیا۔۔ "" باجی کا بچہ ۔۔۔ "" اس نے ہاتھ پھیر کر بال سیٹ کیے ۔۔۔ ۔ پھر خود سے کہا۔۔ "" چلو بچارے ترسے ہوئے شوہر بیوی کے ہاتھ کا نکلا کھانا کھاو۔۔۔ "" اپنی بات پر دلکشی سے مسکراتا کمرے سے نکل کر ڈائننگ ٹیبل تک آیا، کھانا لگانے کے بعد وہ پانی کا جگ رکھ رہی تھی۔ وہ خاموشی سے چئیر کھینچ کر بیٹھ تو گیا مگر کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائے۔

امثال جو کہ وہاں سے ہٹنے کا سوچ رہی تھی ۔ اس کے اس رد عمل پر بادل نخواستہ کرسی کھینچ کر بیٹھنے کے بعد پلیٹ میں چاول نکال کر تھوڑا سا رائتہ ڈالنے کے بعد کھانے لگی ۔ ابسام اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے پلیٹ میں سالن ڈال کر چپاتی کھانے لگا ۔۔ کھانا خاموشی میں کھایا گیا ۔ عاقب نے آکر برتن اٹھائے اور چائے کا پوچھا ۔ ابسام نے انکار کر دیا ۔۔ جبکہ امثال نے اپنے لئے خود ہی چائے بنا لی ۔ ابسام سیٹنگ روم میں ٹی وی کھول کر امثال کا انتظار کرنے لگا جو کہ کچن میں برتن دھوتے عاقب کے ساتھ باتوں کے دوران اپنی چائے پی رہی تھی ۔ "" جتنے دن میں ادھر ہوں تم کاموں کی فکر چھوڑ کر اپنے امتحانات کی تیاری کرو ۔۔ کل سے میں یہ سب دیکھ لونگی ۔۔ "" عاقب نے جواب میں کانوں کو ہاتھ لگائے ۔۔ "" توبہ استغفار کیسی باتیں کر رہی ہیں ۔۔ ایسا تو عاقب کی موت کے بعد ہی ہو گا کہ عاقب کی باجی یہ سارے کام کرے ۔۔۔ اور ویسے بھی کھانا پکانے کے عاوہ برتن دھونے کا مجھے جنون ہے ۔۔۔ اگر یہ کام نہ کروں تو سبق بھی یاد نہیں ہوتا ۔۔۔ سبق یاد نہ رہا تو فیل ہو

جاؤں گا فیل ہو گیا تو ابسام بھائی نے جو سارا خرچہ کیا ہے وہ تو ضائع جائے گا ہی اوپر سے بزتی الگ ہو گی انکے تو سبھی کولیگ و ماتحتوں کو علم ہے کہ میں اس سال سیکنڈائر کے پیپر دے رہا ہوں ۔۔۔ اندازہ لگا کر بتائیں زرا آپ کے کام کرنے کا مجھے کس قدر نقصان اٹھانا پڑے گا ۔۔۔ اور میری اماں جو میری چٹنی بنائیں گی وہ الگ ہے ۔۔۔ "" امثال نے ہنستے ہوئے اپنا کپ سنک میں رکھا اور اسکو شبخیر کہتی باہر آ گئی ۔ وہ تو کچن میں دیر لگا کر آئی تھی کہ ابسام اپنے کمرے میں جا چکا ہو گا اور اس سے سامنا ہونے سے بچ جائے گی ۔ مگر وہ نہ صرف باہر ہی موجود تھا بلکہ اسی کا منتظر بھی تھا ۔ وہ اسکو اگنور کرتی اس کمرے کی طرف بڑھ گئی جو اس نے اپنے لئے چنا تھا ۔ اسکا سامان بھی ادھر ہی موجود تھا ۔ اس نے بیگ میں سے سادہ سا گرم سوٹ نکالا اور واش روم کا رخ کیا ۔ لباس بدلنے کے بعد جلدی جلدی دانتوں کو برش کیا اور باہر آ گئی ۔ عشا کی نماز وہ کب کی پڑھ چکی تھی ۔ ویسے بھی اب تو ساڑھے بارہ ہو رہے تھے ۔

فوراً لائٹ اور دروازہ بند کرتی بستر میں گھس گئی ۔ یہاں لاہور کے مقابلے میں ٹھنڈ بھی زیادہ تھی ۔ ہر طرف سے ذہن کھڑکیاں بند کرکے ساری توجہ سونے پہ مبذول کی ۔۔۔ باہر سے ٹی وی بھی خاموش ہوگیا تھا ۔ جس کا مطلب تھا ابسام بھی اپنے کمرے میں چلا گیا ۔۔ تھا ۔ یہ سوچ ہی اس قدر پر سکون تھی کہ اس ر نیند غالب آنے لگی ۔۔ تب ہی دروازہ وا ہوا اور اندرانے والے نے ساری روشنیاں جلا کر بیڈ کے قریب پڑی کرسی کو اپنی مطلوبہ جگہ پر رکھا اور اس پر بیٹھنے کے بعد ٹانگیں بیڈ پر رکھ کر نیم دراز ہوگیا فوکس سارا امثال پر تھا ۔ جس نے برا سا منہ بناتے ہوئے اپنا سر بھی کمبل کے اندر کر لیا ۔۔ "" اوکم آن امثال سیریسلی تم اتنا سفر کرکے یہاں سونے آئی ہو ۔

Woman we need to talk .

"" بستر کے اندر سے ہی اسکی جھنجلائی ہوئی آواز آئی ۔ "" ضروری تو نہیں کہ آج ہی بات ہو اگلے چند دنوں تک میں ادھر ہی ہوں کل کر لینا جو بھی بات """ اسکی بات منہ میں ہی تھی ابسام نے ایک جھٹکے سے اسکے اوپر پڑا کمبل کھینچ کر کمرے کے دوسرے کونے میں پھینک دیا ۔

وہ اس سے اس عمل کی توقع ہی نہیں کر رہی تھی ۔ ہکا بکا رہ گئی ۔ پہلا خیال دوپٹے کی طرف گیا جو کہ اسی کرسی پر رکھا تھا جہاں وہ براجمان تھا امثال کی سمجھ میں نہ آیا کہ فوری طور پر کیسے خود کو چھپائے تیزی سے بیڈ سے اتر کر کھلے پڑے بیگ میں سے شال پکڑ کر اوڑھی اور غصے سے بھری اسکے سامنے آبیٹھی جس پر ابسام نے بیڈ پر رکھی ٹانگیں نیچے رکھ لیں ۔

"" مسٹر ابسام سکندر یہ ایک انتہائی گھٹیا ترین حرکت تھی ۔ اور کون فضول لوگ یہ بات کرتے ہیں کہ تم بہت سلجھے ہوئے سوبر انسان ہو بولتے تو ہو ہی نہیں ۔۔۔ میرے ساتھ تو یہ دوسرا واقع ہے کہ تمہاری باتیں ہی ختم نہیں ہو رہی ہیں اور سوبر پن اتنا بھی نہیں کہ کسی کے کمرے میں آنے سے پہلے اجازت ہی لے لی جائے ۔ "" امثال کے غصے کے جواب میں وہاں گرم نرم سی مسکراہٹ تھی ۔ "" تمہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ مجھے تمہارے سوا کسی اور سے باتیں بگاڑنے کا رتی بھر شوق نہیں ہے تم الٹا غصہ کر رہی ہو اور میں مالک ہوں اس گھر کا

جس کمرے میں جی چاہئے جا سکتا ہوں اجازت مانگوں اور وہ بھی اپنی ہی بیوی سے واٹ ربش ۔۔۔۔ کوئی اور اعتراض ؟""

امثال کے چہرے پر پھیلی سنجیدگی گہری ہو گئی "" ویسے تم ٹھیک ہی ہو ہمیں ایک ہی دفعہ بات کر کے اس موضوع کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دینا چاہئے پہلے میں اپنا مسلہ تمہارے سامنے رکھتی ہوں مسٹر جینئس ہو ناں تو نکالو کوئی حل ۔

ساتھ تمہارے میں رہنا نہیں چاہتی ۔۔۔ اور اپنے ماں باپ کی وجہ سے علیحدگی اختیار کر نہیں سکتی ہوں ۔۔۔ تو بتاو مجھے کیا کرنا چاہئے ""

ٹانگ پر ٹانگ جمائے ایک ہاتھ کرسی کے ہتھے اور دوسرا ٹھوڑی کے نیچے رکھے گہری نظروں سے اسکا جائزہ لے رہا تھا ""میرے ساتھ رہنے میں مسلہ کیا ہے ؟ "" جواب میں امثال نے ہمت کر کے براہ راست اسکی آنکھوں میں دیکھا ۔۔ "" میں نہیں جانتی کہ کیوں تم اتنے بھولے ہونے کی ایکٹنگ کر رہے ہو اور یہ سب پیار و محبت کی باتیں کیا ہے یہ سب ؟ ""ان سب باتوں سے تم ثابت کیا کرنا چاہتے ہو ۔کیونکہ جو حقیقت ہے

وہ تم بھی جانتے ہو اور میں بھی جانتی ہوں تو پھر یہ دھوکہ دہی کس لئے ۔۔۔۔ اس لیے میں نے اس سب کا ایک ہی حل سوچا ہے کہ تم مجھے لاہور ہی رہنے دو اور یہاں اپنی مرضی سے شادی کر لو ۔۔۔۔ خالہ لوگ کچھ نہیں کہیں گے اور جب مجھے کوئی اعتراض نہیں تو پھر کسی اور کی اہمیت ہی کیا رہ جاتی ہے زندگی تمہاری ہے تمہیں اپنی مرضی اور پسند سے جینی چاہئے ۔۔۔""

ابسام نے دو تالیاں ماریں ۔۔ "" تمہیں تو وکیل ہونا چاہئے تھا امثال اعجاز کیا خوب تقریر کرتی ہو ۔ مگر یہ زیادتی نہیں کہ ایک طرف تم مجھے میری اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے پر لیکچر دو اور پھر مجھے میری رضا بھی عطا نہ کرو ۔۔۔۔ میں کن الفاظ یا کس زبان میں کہوں گا تو یہ بات تمہاری موٹی کھوپڑی میں بیٹھے گی کہ میری چاہت تم ہو ۔۔۔۔ میری مرضی تم ہو ۔۔۔۔ اتنے کھلے الفاظ میں بتا چکا ہوں پھر بھی تم میرا اعتبار کیوں نہیں کرتی ہو

اب کیا فلمی ڈائیلاگ ماروں ۔۔۔ چاند تارے توڑ لانے کی قسمیں کھاؤں

یا تمہارے ہجر میں گزرے دنوں پر داستان عشق لکھوں کوئی ایسا عمل جو میری کی گئی ساری بکواس کو حقیقت ثابت کر دے ۔ """
امثال کے آنسو دیکھ کر اس نے سر پیٹ لیا۔"" چلو اب رونے بیٹھ جاو یعنی حد ہو گئی ہے ادھر بات شروع کرو ادھر بارش شروع ہو جاتی ہے "" امثال نے آنکھوں کو سختی سے پلو کے ساتھ رگڑا۔ "" تو اور کیا کروں ۔۔۔ حقیقت بھی تو مجھے ہی پتا ہے تو رونا بھی تو میں نے ہی ہے ناں ۔ تم نے یہ شادی کی ہی مجھ سے انتقام لینے کے لیے ہے ۔اور مشکل یہ ہے کہ کسی کو یہ نظر ہی نہیں آتا میرے ابو تک تمہیں بڑا شریف سمجھ رہے ہیں "" اس نے حیرت سے اپنے سامنے کالے اور سرخ امتزاج میں ملبوس آنسو بہاتی عورت کو دیکھا "" اچھا یہ تو بتاو کس قسم کا انتقام بنتا ہے تمہاری طرف میرا ۔"" امثال نے زوروں شور سے شروع کیا۔ """ ابو نے تمہیں نکھٹو بولا تھا اور میری شادی

کہیں اور کر دی اب خالہ نے تمہیں میری محبت میں مجبور کر نکاح پڑھوادیا اور وہ کیا تھا۔۔ ٹھہرو ابھی دیتی ہوں میں نے اسی لمحے کے لئے سنبھال کر رکھا ہوا تھا

"" اٹھ کر ابسام کی تعاقب کرتی نگاہوں کو نظر انداز کرتی جا کر اپنے ہینڈ بیگ کی اندرونی جیب سے سنبھال کر رکھا ہوا چیک نکال لائی لا کر اسکی گود میں پھینک دیا

"" اتنا بڑا حق مہر رکھ کر لوگوں کو یہ بتانے میں تو کامیاب رہے ہو کہ انہوں نے اسی دولت کے لئے بیٹی کہیں اور بیاہی تھی آج میرے پاس ہی واپس آگئی ۔۔ اور کچھ لوگ تو یہی سمجھتے ہونگے ناں کہ تمہارے نکاح میں آئی ہی اتنے حق مہر کی وجہ سے ہوں

"" وہ تو سوچ رہی تھی اب بھانڈا کھل گیا ہے تو گھبرا جائے گا مگر وہ اسی تحمل سے بیٹھا رہا۔۔۔ بلکہ پوچھا "" اور کچھ ؟

"" امثال نے ناراضگی سے نظر پھیر لی اعلیٰ درجے ہٹ دھرمی تھی

"" پہلی بات تو یہ کہ شادی کی بات مجھ سے امی ابو نے نہیں بلکہ میں نے ان سے کی تھی۔
دوسری یہ کے تمہارے ابو سے تمہارا رشتہ پہلے میں نے خود مانگا تھا پھر امی لوگوں کو تمہارے گھر بھیجا گیا۔
اور تیسری بات یہ کہ تمہارے مسلسل انکار کو اقرار میں بدلنے کے لئے اعجاز ماموں کو آئی سی یو کا چکر لگانے کا مشورہ بھی میں نے دیا تھا۔
جب تم لوگ باہر لابی میں رو دھو رہیں تھیں۔ میں اور ماموں اندر بیٹھے ڈرائی فروٹ اور چائے کا لطف اٹھا رہے تھے۔
اور اب آ جاتے ہیں تمہارے اس چیک کی طرف تو بیگم کیا تمہیں میری مہانہ تنخواہ کا علم ہے ؟
یقیناً نہیں ہے اب دماغ کی تسلی ہوئی کہ نہیں ؟؟؟
امثال کو یقین نہ آیا مگر ابسام کے چہرے پہ لکھا تھا کہ اس کا کہا

ہر حرف سچ ہے۔ """ کیا انہی باتوں کو سر پہ سوار رکھ کر اینٹی ڈیپرسنٹ کھا رہی ہو اور وہ جو نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔"""
امثال نے اسے درمیان میں ٹوک دیا""" اگر تمہارے مطابق یہ شادی تمہاری مرضی سے ہوئی تھی تو تم خوش کیوں نہیں تھے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ تم نے نیا سوٹ تک نہیں بنوایا تھا۔ اور مووی میں بھی سارا وقت سڑی سی شکل بنا کر بیٹھے ہوئے ہو۔""" ابسام کی ہنسی نکل گئی

""" چلو ایک بات تو ثابت ہوئی براہ راست نہ سہی مووی میں تو تم مجھے غور سے دیکھتی رہی ہو۔ اور رہا تمارا سوال تو بھئی کیوں اتنا بن ٹھن کر جاتا مجھے کونسا روایتی انداز میں تیار اور منتظر بیوی ملنے والی تھی۔ جس طرح تم سے تین دفعہ ہاں کہلوانے کے لیے سارے پاپڑ بیلنے پڑے تھے۔ میرا تو موڈ ہی سخت آف تھا۔ وہ نکاح تم نے مجبور ہو کر قبول کیا تھا۔۔ جب اپنی خوشی اور مرضی

سے مجھے قبول کرو گی ۔۔تب میں بھی خوشی کا اظہار کروں گا ""
امثال کچھ دیر تک پیر کے انگوٹھے سے کارپٹ کو کھروچتی رہی ۔
"" تمہاری ساری وضاحتوں دلیلوں اور اظہارے محبت سننے کے بعد بھی اگر میں یہ کہوں کے میں اس رشتے سے خوش نہیں ہوں آزادی چاہتی ہوں تو !!!
"" ابسام کے چہرے اورآنکھوں سے ساری مسکراہٹ غائب ہو گئی ۔

"" کیا۔۔۔۔۔ یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے ؟ ""
بڑے سنجیدہ اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کیے گئے سوال کے جواب میں امثال میں اتنا بھی حوصلہ نہ تھا کہ سر اٹھا کر اسکی نظر سے نظر ہی ملا سکتی
کتنی دیر گزر گئی دونوں کو خاموشی کی چادر اوڑھے بیٹھے رہے ۔۔۔
وہ سر جھکائے آنسو بہاتی رہی اور وہ گال کے نیچے ہاتھ رکھے بیٹھا

اسکے جھکے سر اور گاہے بگاہے آنسو صاف کرنے کے لئے اٹھتے ہاتھ کی حرکت کو دیکھتا رہا

"" جانتے ہو مجھے تم بالکل بھی پہلے والے ابسام محسوس نہیں ہوتے ہو۔

بہت اجنبی سے لگتے ہو۔

"" اس نے ماتھے کو مسلا اور بولا۔

"" کیا اس لئے رو رہی ہو؟ ""

اس نے اپنا سر نفی میں ہلایا "" تو پھر کیوں روتی ہو ؟"" امثال نے دوپٹے کے پلو سے ناک رگھڑی اور بولی

"" مجھے خود علم نہیں ہے کہ کیوں میں تمہارے سامنے کمزور پڑ جاتی ہوں ـــــ

حالانکہ روتی تو میں تب بھی نہیں تھی جب فرید کی اماں مارتی تھی ـــ تب آنکھ میں ایک آنسو تک نہ آیا تھا

جس دن فرید نے دوسری شادی کی تھی۔
نہ ہی اس دن رونا آیا جب اس نے طلاق بھیجی پھر تمہارے سامنے آتے ہی کیوں جی چاہتا ہے کہ اتنا روں کہ میرا وجود بھی ان آنسوؤں میں بہہ کر ختم ہو جائے۔

""اس نے سر اٹھا کر براہ راست ابسام کی آنکھوں میں دیکھا دونوں پلکیں جھپکائے بغیر ایک دوسرے کی نظروں میں دیکھتے رہے ابسام اپنی جگہ ساکت تھا یکدم اسکے وجود میں حرکت پیدا ہوئی کرسی چھوڑ کر کھڑا ہونے کے بعد اس نے امثال کو ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کیا اور سختی سے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

امثال کے آنسو اب اسکی شرٹ بھیگو رہے تھے اور وہ اسکے کان کے قریب سرگوشیاں کرتا رہا

"I am so Sorry"

""جو بیت گیا ہوا ہے جاناں اسکو برا خواب سمجھ کر بھلا دو""

اس نے امثال کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاماں

"" would you give me the houner to take you on a date ""

رو رو کر سرخ ہوئے چہرے پر ابسام کی فرمائش پر ہنسی دھنک بن کر پھیلی اسکو ہنستا دیکھ کر جواب میں وہ بھی کھل کر مسکرایا ""

سوچا جا سکتا ہے اگر کچھ پتا چلے کہ کہاں لیکر جاو گے ""

اس نے شرماتے ہوئے کہا تو ابسام اپنی جگہ حیرت سے جم گیا اور گہری نظروں سے اسکو غور سے دیکھنے لگا امثال مسلسل نظر چرا رہی تھی ۔۔۔

ہاتھ اٹھا کر ابسام کے چہرے کا رخ دوسری طرف کر دیا مگر ابسام کی خاموشی اور سنجیدگی میں کوئی فرق نہ آیا تو وہ خود کو اسکے بازوں کے حصار سے نکالنے کی کوشش میں دھمکی امیز لہجے میں بولی

"" اگر اس طرح سے دیکھنا ابند نہیں کروگے تو میں تمہارے
ساتھ کہیں نہیں جاونگی
"" مسلسل اپنے دائیں ہاتھ سے ابسام کے چہرے کو بائیں طرف
موڑ کر رکھا"" امثال کیا تم مجھ سے شادی کروگی ؟
"" امثال کی خوبصورت ہنسی جلترنگ بکھیر گئی ""
بدھو ابھی تو میں نے ڈیٹ کے لئے ہاں نہیں کیا تم پرپوزل پر بھی
آگئے اب سمجھ میں آیا کہ تم ابھی تک کیوں سنگل گھوم رہے ہو
یونہی پہلی ڈیٹ پر ہی پرپوز کر کے لڑکیاں بھگا دیتے ہوگے
"" اس نے امثال کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے
اور مسکراتے ہوئے بولا
""" اصل میں پہلا تجربہ ہے اس لئے یہ غلطیاں کر رہا ہوں تم بس
شادی کے لئے ہاں کردو آئی پرامس کے تمہارے علاوہ کبھی کسی
لڑکی کو پہلی ڈیٹ پر نہ ہی تو پرپوزل دونگا نہ ہی آئی لو یو بولونگا"""

امثال نے اپنے بالکل قریب کھڑے اپنے ہینڈسم شوہر کو ایک دفعہ نظر بھر کر دیکھا جو کہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دلکشی سے مسکرا رہا تھا امثال نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے ہاں کر دی ابسام نے سر پیچھے کو گرا کر اونچی آواز میں ہپی ۔۔۔۔ بولا۔
اور امثال کے ماتھے پر بوسہ دیکر اسکو خود میں چھپا لیا بعض دفعہ خوشیاں آنے میں تھوڑی تاخیر کر دیتی ہیں مگر آتی ضرور ہیں !

* *

وہ ابھی ابھی شاور لیکر نکلی تھی ۔ گیلے بال پُشت پہ بکھرے ہوئے تھے ۔ گرمی ہونے کے باوجود اُسکو سردی سی محسوس ہو رہی تھی ۔ اسلیے شانوں پہ چادر ڈال کر باہر صحن کے اُس کونے میں بچھی کُرسیوں میں سے ایک پہ آکر بیٹھ گئی جہاں دوپہر میں تو گھنی چھاؤں تھی ۔ پر اب جاتی ہوئی دھوپ کی شُعاعیں اپنی نرمی بکھیر رہی تھیں ۔
ابھی بیٹھی ہی تھی جب امی اندر سے کارڈلیس فون لیے آئیں ۔

" ابسام کی کال ہے بات کرلو۔ مگر یاد رکھنا آج کوئی اُلٹا سیدھا پروگرام نہ بنانا نہ ہی میں گھر سے باہر جانے دونگی۔ "
اُسکو فون دیتے ہوئے واپس اندر چلی گئیں۔
اُس نے گہرا سانس لیکر فون ہولڈ سے ہٹا کر کان سے لگایا۔
" تمھیں بڑا شوق ہے نا مجھے میری ماں سے ڈانٹ پڑوانے کا۔ "
" تم تھیں کہاں پیچھلے آدھے گھنٹے میں دس کالز کر چکا ہوں۔ "
" ہاں تو انسان تھوڑا عقل کا استعمال کرلے۔ اگلا بندہ مصروف بھی تو ہو سکتا ہے۔ "
" نہیں میں گھبرا گیا تھا کہیں تمہاری طبعیت نہ خراب ہو۔ "
" اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو آپکی خالہ حضور اُسی وقت آپکو الرٹ کردیں گی۔ اس لیے ابھی آرام سے اپنے کام کریں۔"
" شیرو کیسا ہے ؟ زیادہ تنگ تو نہیں کرتا۔ "
" نہیں دن میں تو کھیلتا رہتا ہے۔ بس کبھی کبھار ضد کرتا ہے گود

میں اُٹھاؤں۔"

"ابھی کدھر ہے؟۔"

"اپنے ماموں کے ساتھ مٹر گشت کرنے نکلا ہوا ہے۔"

"یار تم گھر واپس کب آؤ گی۔"

"ظاہری بات ہے ڈلیوری کے بعد آؤنگی۔"

"اور میں اُتنی دیر کیا کرونگا۔"

"بھول رہے ہو تو یاد کروادوں۔ مجھے امی کے یہاں آئے ہوئے ابھی صرف تین دن ہوئے ہیں۔ اور تینوں دن تم کسی نہ کسی بہانے سے چکر لگا گئے ہو۔ اسلیے خود کو زیادہ مظلوم ظاہر کرنے کی کوشش نہ ہی کرو۔"

"ایک کام تو کرو۔"

"جی فرمائے۔"

"باہر گیٹ پہ آؤ۔۔"

" ابسام ڈونٹ ٹیل می دیٹ یو آر آؤٹ سائیڈ دا ہاؤس ۔"

" یار میں نے کھانے کے لیے میز بک کروایا ہوا ہے ۔ اگر نہ گئے تو دس ہزار کا نقصان ہو گا ۔"

" امی مجھے ابھی وارن کرکے گئی ہیں کہ میں باہر کہیں نہیں جاؤں ۔ "

" تم اُن سے چوری آجاؤ ۔ "

" ابسام میں تمہاری حرکتوں سے بڑی تنگ ہوں "

" امشال دل میں تمہارے لڈو پھوٹ رہے ہیں ۔ اس لیے ڈرامہ بند کرو اور باہر آؤ ۔ "

" واپسی پہ امی کی ڈانٹ تم ہی کھاؤ گے ۔ "

" اُس نے فون بند کیا ۔

اپنی جگہ سے اُٹھی اور دھیمے دھیمے قدم اُٹھاتی اندر چلی آئی ۔ اُسکو دیکھتے ہی امی نے کچن کے دروازے سے سر نکالا ۔

" ہو گئی بات ؟ کیا کہہ رہا تھا؟ ۔۔"

" ہاں جی ہو گئی ہے ۔ کچھ خاص نہیں بس حال چال پوچھا ۔"

" تم یہ جوس پی لو اور زرا لیٹ کر کمر سیدھی کرلو

آج سارا دن چلتی پھرتی رہی ہو۔ مجھے تو ڈر ہی آتا ہے۔ کہا بھی ہے چلو آرام سے جاکر آپریشن کروا کر بچہ گھر لے آتے ہیں۔ پر تمہیں کون سمجھائے اب ضروری تو نہیں ناں پہلا بچہ نارمل ہوگیا ہے۔ تو دوسرا بھی نارمل ہو گا۔ ڈاکٹر کی دی گئی ڈیٹ سے تین دن اوپر ہو چکے ہیں۔ اور یہاں ابھی تک کوئی ہل جل ہی نہیں ہوئی۔"

" مجھے کیا کہتی ہیں۔ اپنی نواسی سے پوچھیں۔ آپ بھی نری ڈرپوک ہیں۔ لوگ آپریشن سے بھاگتے ہیں۔ اور آپ نارمل کے نام سے بھاگتی ہیں۔"

" مجھے بس تمہاری فکر ہے۔ اللہ خیر خیریت سے یہ کام کر دیں۔ میں اپنی زمہ داری پہ تمہیں گھر لائی ہوئی ہوں۔ میں نہیں چاہتی اللہ معافی کوئی اونچ نیچ ہو۔"

امشال نے آگے بڑھ کر اُنکو گلے لگایا اور گال پہ پیار کیا۔

" اتنے سارے لوگوں کی دُعائیں میرے ساتھ ہیں مجھے کُچھ نہیں ہو سکتا۔"

" آمین ۔۔ جاؤ جاکر زرا لیٹ جاؤ۔ میں جوس بھیجتی ہوں۔"

" جی اچھا۔۔۔"

وہ کمرے میں آئی۔ شال اُتار کر الماری میں لٹکی چادر نکالی۔

اوڑھ رہی تھی جب نجمہ اندر آئی ۔

" آپ کہاں جارہی ہیں ۔ "

" نجمہ کو امی نے امثال کی شادی کے بعد کام کے لیے رکھا تھا۔ دن میں وہ گھر کے کام کرتی اور رات سے پہلے اپنے گھر واپس چلی جاتی ۔ سترہ اٹھارہ سال کی بڑی باتونی لڑکی تھی ۔ جس کو بولتا دیکھ کر ہمیشہ امثال کو عاقب یاد آتا۔ جو اب خیر سے گریجویشن مکمل کرکے ایسام کے توسط سے ایک ادارے میں نوکری کر رہا تھا۔

" اتنا اونچی گلا پھاڑنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ادھر ہی ہوں ۔ تھوڑی دیر کے لیے باہر جارہی ہوں ۔ تم اس کرسی پہ بیٹھ کر دس گھونٹ میں یہ جوس کا گلاس ختم کرو اس کے بعد باہر جاکر امی کو میرے جانے کی اطلاع کرنا۔ یاد رکھو اس سے پہلے شور کیا ناں تو اس عید پہ نیا جوڑا نہیں دلواؤنگی ۔ "

" پر بڑی بی بی نے مجھ پہ بڑا غصہ کرنا ہے ۔ "

" کوئی بات نہیں یہ لو یہ پکڑو ۔ "

اُس نے اپنے ہینڈ بیگ میں سے ہزار کا نوٹ نکال کر اُسکے ہاتھ پہ رکھا۔

"گھر جاتے ہوئے راستے میں آئس کریم لیکر کھا لینا۔ ڈانٹ کا سارا اثر ختم

ہو جائے گا۔"

"آپ نے مجھے رشوت خور بنا دیا ہوا ہے۔"

"یہ رشوت نہیں ہے۔ ٹپ ہے ٹپ۔۔ اچھا اب میرے نکلنے کے بعد پچھلا دروازہ بند کر کے تین منٹ بعد کمرے سے نکلنا۔"

وہ چادر سے اچھی طرح اپنے وجود کو ڈھانپنے کے بعد دوسرے دروازے سے نکلنے لگی تو نجمہ بولی۔

"جوس تو پیتی جائیں۔"

"تم پیو میں باہر سے پی لونگی۔"

اور آگے بڑھ گئی۔

بغیر آواز پیدا کئے بیرونی گیٹ کا چھوٹا پٹ کھول کر گردن باہر نکالی۔

ابسام کی گاڑی تھوڑی دور کھڑی تھی۔ مگر اسکو دیکھ کر آگے آکر گیٹ کے سامنے رُک گئی۔

امثال کے بیٹھتے ہی اس نے گاڑی آگے بڑھادی۔ لبوں پہ مُسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ جینز کے اوپر کالی شرٹ میں وہ اپنے آدھے سفید سر کے ساتھ بڑا ہینڈسم لگ رہا تھا۔

" Thank you For Coming"

" مجھے تھینک یو مت بولو بس واپسی پر جو تمہاری پٹائی ہونی ہے اس کے لیے خود کو ذہنی طور پر تیار رکھو ۔ "

" بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی ۔ اس وقت ہمارے سامنے بڑی خوبصورت شام ہے ۔ جسے ہم اور خوبصورت بنائینگے ۔ "

" واہ واہ واہ ۔۔۔ !! کیا کسی شاعر کی روح آن سمائی ہے ۔ "

" بس جی بیوی کی محبت نے شاعر بنا دیا ہے ۔ مگر کبھی غرور نہیں کیا ۔ "

" ہم کہاں جا رہے ہیں ۔ "

" ڈیٹ پر ۔۔۔ "

" اُف اللہ میں اس لفظ سے تنگ آگئی ہوں ۔ ہماری شادی کو چار سال ہو گئے ہیں ۔ اتنی پُرانی ریلیشن میں ڈیٹ نہیں ہوتی ۔ "

" وہ تو بور لوگوں کے لیے نہیں ہوتی ۔ زندہ دل اور ایک دوسرے سے محبت کرنے والے میاں بیوی کے لیے شادی کے پچاس سال بعد بھی ہر دن ڈیٹ ہے ۔ "

" تمہاری شکل دیکھ کر لوگ تمہیں انتہائی شریف سمجھتے ہیں۔ "

" وہ تو میں ہوں ۔ "

" ہاں جانتی ہوں ۔ کتنے شریف ہو ۔ "

" ڈونٹ ٹیل میں مسز ابسام کہ تمہیں میری شرافت پہ شک ہے ۔ "

" کوئی ایسا ویسا ۔۔ "

" تو کس طرح دور ہو سکتا ہے ۔ "

" صرف اس صورت میں کہ تم ہر ہفتے یہ ڈیٹ ڈیٹ کھیلنا بند کر دو ۔ اور پلیز بتا دو ۔ آج ہم ڈنر کے لیے کہاں جا رہے ہیں ۔ "

" آج کا انتظام زرا ہٹ کر ہے ۔ نہ صرف ڈنر ہو گا ۔ بلکہ مووی نائٹ منائینگے ۔ "

" ہاں ہاں نائن منتھ کی ہیویلی پرگننٹ عورت ڈھائی تین گھنٹے کے لیے سینما میں بیٹھے گی ۔ دماغ تو ٹھیک ہے ۔ "

" ہم مووی سینما میں نہیں دیکھ رہے ۔ "

" تو پھر ۔۔۔ "

" سرپرائیز بھی کسی چڑیا کا نام ہے امثال ۔۔۔ "

" چلو جی ایک اور سرپرائز اب اللہ کرے میری طبعیت کوئی سرپرائز نہ دیدے ۔۔۔ "

" انشاءاللہ سب ٹھیک رہے گا ۔ ڈونٹ یو وری ۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر امثال کے بڑھتے ہوئے جسم پر رکھا ۔ اور پیار بھری نرم نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھا ۔ جو آج کل نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت ہو رہی تھی ۔

اُس نے گاڑی ایک گیٹ پہ روکی ۔ ہارن دینے کی دیر تھی دوسری جانب سے دروازہ کُھل گیا ۔

امثال سوالیہ نظروں سے اُسکو دیکھ رہی تھی ۔ جسکا سارا دھیان سامنے تھا ۔

ایک لمبے سے راستے کو عبور کرنے کے بعد گاڑی رُک گئی ۔

" یہ کس کی جگہ ہے ؟۔۔۔"

" یہ میرے اُس دوست کی جگہ ہے ۔ جس کی بیوی ڈاکٹر ہے ۔ یاد ہے ہم اُنکی بیٹی کی شادی پہ گئے تھے ۔ "

" ہاں تو کیا وہ لوگ اب مستقل یہیں رہتے ہیں ؟ "

" نہیں رہتے تو وہ اپنے پرانے والے گھر میں ہی ہیں ۔ مگر آج ادھر آئے ہوئے ہیں ۔ اب مزید سوال و جواب کو چھوڑو اور نکلو باہر ۔ بلکہ رُکو میں مدد کرتا ہوں ۔ "

وہ اپنی جانب سے نکل کر امشال کے دروازے پہ آیا۔ دروازہ کھول کر اُسکا ہاتھ تھام کر باہر نکلنے میں مدد دی ۔ ایک دم اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہی امشال کو اپنی کمر میں درد کی لہر دوڑتی محسوس ہوئی ۔ جو کہ آج کل عام سی بات تھی ۔ اسلیے وہ اگنور کر گئی ۔

انکے ارد گرد لش گرین گراس اور اُسی رنگ کے اونچے اونچے درخت تھے ۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی ۔ نہیں تو آج کل حبس نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے ۔ اگست کا مہینہ تو مشہور ہے ۔

کہ اس ماہ میں حبس زیادہ ہوتی ہے ۔ وہ اُسکا ہاتھ پکڑ کر رہائشی عمارے کے مخالف سمت میں چل پڑا۔ آگے مصنوعی پہاڑی بنی ہوئی تھی ۔ جس پر سے ہوتے ہوئے وہ لوگ دوسری جانب اُترے سامنے کا منظر دیکھ کر امشال نے دونوں ہاتھ منہ پہ رکھیے۔ چکور کی شکل بنا کر چاروں کونوں میں بانس کے ڈنڈے فٹ کیے گئے تھے ۔

جن پر لائٹنگ کی گئی تھی ۔ کچھ لڑیاں نیچے لٹک رہی تھیں ۔ پر زیادہ تر فریم کے اوپری حصے کو حالے کی صورت گھیرے ہوئے تھیں ۔ جس کے اندر ایک دو سیٹر کالے رنگ کا صوفہ سیٹ پڑا ہوا تھا۔ سامنے میز پہ کھانا سرو کرکے ڈھانپ رکھا تھا۔ اور سب سے دلچسپ چیز وہ ساٹھ پینسٹھ انچ کی ایل سی ڈی تھی ۔ جس پر اسی لمحے جان لیجینڈ کے گانے آل آف می کی وڈیو آنے لگی تھی ۔ ہلکا ہلکا میوزک سارے ماحول لو اور بھی پُر اثر بنا رہا تھا۔

امثال نے گردن موڑ کر ابسام کو دیکھا تو آنکھوں میں نمی تھی ۔

" تمہاری محبت مجھے معتبر کرتی ہے ابسام ۔۔۔ مجھے اپنا آپ اچھا لگنے لگتا ہے ۔ کیا محبت اتنی طاقتور ہوتی ہے ۔ جو آپ کے دل کی اس خوبصورتی سے رفوگری کردے ۔ بھولے سے بھی کوئی غم یاد نہ آئے ۔ زندگی پر اللہ کی زات پر یقین اور بھی محکم کردے ۔ انسان کا اس بات پر ایمان کامل ہوجائے ۔ میں اکیلا نہیں ہوں ۔ کوئی ہے جو ہر لمحہ مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہے ۔ میں گر گئی تھی ۔ اُس نے میری زندگی میں تمہیں بھیج کر مجھے پھر سے اُٹھا دیا ۔"

ابسام کی اُسکے ہاتھ پر گرفت اور بھی مضبوط ہوئی ۔ ہاتھ اُٹھا کر لبوں سے لگا لیا ۔

" آر یو ہنگری ؟ ۔۔"

وہ نم آنکھوں سمیت مسکرا دی ۔

"یس پلیز۔۔۔"

دونوں اُس چکور کے اندر آئے۔ اوپر کُھلا آسمان ڈھانپے ہوئے تھا۔ ابسام نے اسکے لیے کُرسی کھینچی پھر اپنی جگہ پہ براجمان ہوا۔

اسی پل ایک باوردی بیرا قریبی کاٹیج سے برآمد ہوا۔ امثال نے بیرے کو دیکھتے ہی ابسام کی جانب بھنویں اچکا کر دیکھا۔

جواب میں اُس نے کندھے اُچکا دیے۔

بیرے نے آکر ڈیشز پر رکھے ڈھکن ہٹائے۔ سٹیک کی خوشبو نے منہ میں پانی بھر دیا۔

لیمب سٹیک کے ساتھ سوس اور روسٹڈ آلو تھے۔ ساتھ میں رشین سالاد موجود تھا۔

بیرا دونوں کے گلاسوں میں سپرائیٹ ڈالنے کے بعد میز کے اوپر رکھی موم بتیاں جلا کر واپس مُڑ گیا۔ " ابسام صاحب اس ساری سیٹنگ کے پیچھے کس کے زیہن کی محنت ہے ؟ ۔"

" تم اُسکو اپنے سامنے بیٹھا ہوا دیکھ رہی ہو ۔ "

" اس صورت میں یہ ضرور کہنا چوہوں گی ۔ میں بہت متاثر ہوئی ہوں ۔ "

" نوازش جناب کی ۔۔۔"

" سچی میں ۔۔۔ مگر ایک مسئلہ ہے ۔ "

" وہ کیا ؟ ۔۔ "

وہ اپنا ہاتھ روک کر پوری طرح سے اُسکی جانب متوجہ ہوا ۔

" مسئلہ یہ ہے کہ میں یوں ٹانگیں لٹکا کرسی پہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک ہی بیٹھ سکتی ہوں ۔ کیونکہ میرے پیروں کی سوزش اور زیادہ ہو جاتی ہے ۔ "

" اوہ مجھے اسکا خیال کیوں نہیں آیا ۔ "

" یہ کہتے ہی وہ اپنی جگہ سے اُٹھا ۔۔۔ بیرے کو آواز دی ۔۔ امثال کو صوفے پہ بیٹھنے کا بولا ۔

بیرے کے ساتھ اس دفعہ ایک لڑکی بھی باہر آئی ۔ جس کے ہاتھ میں ایک پیروں والا چھوٹا ٹب تھا ۔

جو اُس نے لاکر امثال کے سامنے زمین پہ رکھ دیا ۔ امثال حیرت سے اسکی شکل دیکھنے لگی ۔ جو کہہ رہی تھی ۔ میم اپنے پاؤں پانی میں رکھیں ۔ "

" اُس نے کہا مان کر پیر نیم گرم پانی میں رکھ دیئے ۔ "

جب وہ پُرسکون ہو کر بیٹھ گئی تو ابسام میں اُسکی گود میں نیپکن ڈالنے کے بعد کھانے کی پلیٹ اُسے تھمائی ۔ بیرے نے ایک سٹول صوفے کے قریب رکھ کر اُس پہ دونوں کے گلاس اور سالاد وغیرہ رکھ دیا ۔ دوسرا میز وہاں سے ہٹا دیا ۔

" سوری میں میز پہ بیٹھ کر کینڈل لائٹ ڈنر انجوائے نہیں کر پائی ۔"

" مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ ویسے بھی آئی تھینک پیرنٹس ہونے کی وجہ سے ہمارا کینڈل لائٹ ایسا ہی ہونا تھا ۔ ابھی تو اپنا شیرو نانی کے پاس ہے ۔ ورنہ ابھی تک اس ساری سیٹنگ کا پوسٹ مارٹم کر چکا ہوتا ۔"

" ہائے کیوں یاد کروا دیا ۔ اب میں اُس کے بغیر یہاں آنے پر گلٹی فیل کر رہی ہوں ۔ اُسکو بھی ساتھ لیکر آنا چاہیے تھا ۔"

" ہاں تاکہ جب وہ تمہاری اس گراونڈ میں دوڑ لگواتا تو کم از کم لیبر پین تو سٹارٹ ہوتی ۔"

" اسی وجہ سے میں نے بہت دُعائیں کی تھیں ۔ یا اللہ اس دفعہ بیٹی مل جائے ۔ لڑکے تو دو منٹ بھی ایک جگہ ٹک کر نہیں بیٹھ سکتے ۔ الماس آپا کی بیٹیاں کتنی کیوٹ ہیں ۔ نہ فضول کی اُچھل کود کرتی ہیں ۔ وہ تین ہیں اور ماں کو کوئی فکر نہیں ہوتی ۔ اور میرا ایک تھا ۔ جس نے مجال ہے کبھی مجھے کسی فنکشن میں سکون سے انجوائے کرنے دیا ہو ۔"

" اور جب اُس نے جوتوں والی پالش سے اپنا فیشل کیا تھا ۔"

ابسام کے یاد کروانے پر امثال کو اچھو لگتے لگتے بچا ۔

" ہائے میری قسمتے توبہ پورا ہفتہ اُس کے پاس سے شو پالش کی بدبو آتی رہی تھی ۔ سارا چہرہ سارے ہاتھ بازو ۔۔۔ اور اس سارے کام میں اُسکو صرف تین منٹ لگے تھے ۔ تین منٹ کے لیے واصف اپنے کمرے سے نکل کر کچن تک آیا ۔ واپس گیا تو صاحب جی کالے کلوٹے بنے بیٹھے تھے ۔ "

" اور جب ٹی وی خراب کردیا تھا ؟ ۔۔ "

" تم آج میرے زخموں پر نمک چھڑکنے کو ادھر لائے ہو ۔ وہ ٹی وی مجھے نہیں بھولتا ۔ ہائے اُسکی کلر ٹیوب اس قدر شاندار تھی ۔ یہ محسوس ہی نہیں ہوتا تھا ۔ کہ آپ ٹی وی دیکھ رہے ہیں ۔ ایسا ہی لگتا جیسے انسانوں کو اصل میں اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں ۔ اور شیرو نے اُس ٹی وی کو کیسے خراب کیا ۔ یہ بات آج تک صرف ایک مسٹری ہے ۔ "

ابسام خود بھی مسکرا رہا تھا ۔ بولا ۔

" جو تمہارے ڈریسنگ ٹیبل ہر ترتیب سے سجے پرفیومز' لپ اسٹکس کے ساتھ ہوئی مجھے اُس پہ دلی افسوس ہے ۔ "

امثال ہنستی چلی گئی ۔

" اُس نے میری ایک لپ اسٹک نہیں چھوڑی سب کو توڑ موڑ کر سارے شیشے پہ

ڈیزائن بنائے۔ اُکتا کر میں نے وہاں سے ہر چیز ہٹا کر الماری کے سب سے اوپری خانے میں رکھی ہے۔ کیونکہ دراز کی چابی لگی رہ جاتی تھی۔ اُسکو موقع مل جاتا۔"

" ان گزرے تین سالوں میں شیرو نے تمہیں بہت تنگ کیا ہے۔ جب ٹھیک نہیں ہوتا تو راتوں کو تمہیں سونے بھی نہیں دیتا۔ کیا اس ساری مشقت نے تمہیں تمہیں بد دل کیا۔ کیا تم یہ سوچتی ہو کہ کاش یہ نہ ہی ہوتا۔"

" استغفراللہ ۔۔۔ کیا اول فول بول رہے ہو۔ شیرو میری سب سے بڑی خوشی ہے۔ وہ جتنا مرضی شرارتی ہے۔ مجھے پھر بھی جان سے بڑھ کر عزیز ہے۔ میں تو ماں ہوں۔ تم بتاؤ ناں تمہارے آفس کے ڈاکیومنٹس پر اُس نے چائے گرا دی تھی۔ کیا اس بات پہ تمہیں اُس سے نفرت ہوئی ؟ "

" ابسام کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

" وہ ایک بہت ہی کانفیڈینشل فائل تھی ۔ جس کی اور کاپی بھی میرے پاس نہیں تھی ۔ اُس کے ضائع ہونے پر میرا نقصان بھی ہوا تھا۔ مگر آئی مسٹ سے ۔۔۔۔ مجھے شیرو سے پہلے دن جیسی ہی محبت ہے ۔ جو ہر گُزرتے دن کے ساتھ زیادہ تو ہوتی ہے ۔ کم نہیں اُس کے بغیر میں اپنی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا ۔ "

یونہی باتوں باتوں میں اُنہوں نے کھانا ختم کیا۔ بیرا آکر برتن لے گیا۔ اور اُن کو میٹھا دے گیا۔ جب وہ فالودے کے پیالے سے لطف اندوز ہو رہی تھی ۔ وہی لڑکی واپس آئی ۔ اُسکے پیروں کو پانی میں سے نکال کر تولیے سے خشک کیا پھر ایک صوفے کی اونچائی کے سٹول پر رکھ کر دھیرے دھیرے مالش کرنے لگی ۔

امثال کو اتنا سکون آیا۔ بے اختیار آنکھیں بند ہو رہی تھیں ۔ ابسام اُسکو صوفے کی پُشت سے ٹیک لگاتے دیکھ کر ہنستے ہوئے بولا ۔

" لگتا ہے۔ میری پلاننگ کام کر رہی ہے ۔ تمہیں یہ سب اچھا لگ رہا ہے ۔ "

" صرف اچھا لگنا بہت چھوٹا کمپلیمنٹ ہے ۔ مجھے تو لگ رہا ہے ۔ جنت میں بیٹھی ہوئی ہوں ۔ بیسٹ ڈنر ہے ۔ تھینک یو ۔۔۔ !!۔۔۔ "

" یو آر موسٹ ویلکم ۔۔ مگر ایک بات ابھی بتانی باقی ہے ۔ "

" وہ کیا ؟ ۔۔ "

" میں نے یہ کاٹج کرائے پہ لیا ہے ۔ "

" اسکی کیا ضرورت تھی ۔ "

" بس ایسے ہی مجھے ایک ہفتے کی چھٹیاں ہیں ۔ سوچا آب و ہوا تبدیل کی جائے ۔ "

" واہ کیا شاہانہ انداز ہے ۔ تم جو سوچ رہے ہو ناں ۔ تمہاری اور میری ماں نے وہ ہونے نہیں دینا ۔ "

ابھی اُسکی بات منہ میں ہی تھی ۔ جب ابسام کے فون کی گھنٹی بجی ۔۔۔۔

" لو جی ہو گئی دشمنوں کو خبر ۔۔۔۔ "

اُس نے بڑبڑاتے ہوئے فون جیب سے نکالا اور سکرین امثال کے سامنے کی

جس پہ امی حضور لکھا آرہا تھا۔
اُسکی شکل دیکھ کر امثال کی ہنسی نکل گئی۔ چلو رانجھے فون اُٹھاؤ ---"
ابسام نے اُسے مصنوعی گھوری سے نوازتے ہوئے۔ فون کان سے لگایا۔
"جی امی جی ---"
"جی امی جی کے بچے کوئی عقل ہے۔ یا سارا سر دھوپ میں سفید کیا ہے ؟
--"
"امی میری عمر صرف اٹھائیس سال ہے۔ اب سر وقت سے پہلے سفید ہوگیا
تو میں کیا کروں۔"
"بڑی باتیں آتی ہیں۔ کدھر ہے وہ ؟--"
"کون -- ؟ --"
"تمہاری بیوی اور کون ۔"
"اوہ وہ ----- یہ میرے پہلو میں بیٹھی دانت نکال رہی ہے ۔"

امثال نے ایک ہاتھ اُسکے بازو پہ جھڑا۔
"کُچھ دن سکون سے نہیں نکال سکتے ہو۔"
" میں تو بڑا خوش ہوں کہ یہ اپنی ماں کے گھر گئی ہوئی ہے۔ میں بھی زرا آزادی سے چار دن انجوائے کرونگا۔ مگر اسکو سمجھائیں ابھی آدھے گھنٹے پہلے فون کرکے بولی میرا فالودہ کھانے کو بڑا دل کر رہا ہے۔ کہیں باہر لے جاؤ۔ اب اگر بات نہ مانتا تب بھی اس نے تعنے مارنے تھے۔"
" خالہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ امی سے پوچھ لیں۔ کس نے کس کو فون کیا تھا۔"
" امثال وہ تو پاگل ہے۔ تم ہی خیال کر لیا کرو۔ اللہ معافی دیں یہ دن یوں لور لور پھرنے کے نہیں ہیں۔"
" امی فکر نہ کریں۔ کسی فوڈ شاپ وغیرہ پہ نہیں ہیں۔ بڑی پُر سکون جگہ پہ لایا ہوں۔ ڈاکٹر بھی قریب میں ہی ہے۔ آج رات یہ یہیں پر ہے۔ آپ خالہ کو بھی بتا دینا۔ ٹینشن نہ لیں میں ہوں ناں۔"
"کیسے ٹینشن نہ لوں۔ تم اپنی تو بات ہی نہ کرو۔ بیوقوف کہیں کے۔"

امثال نے دونوں بازو ہوا میں بلند کر کے بغیر آواز کے نعرہ مارا۔۔۔ "

یاہو ۔۔۔۔ "

جبکہ وہ مسکین سی صورت بنائے اپنی امی کو منانے کی کوشش کر رہا تھا۔

" کیا بات کرتی ہیں ۔ ماں آپ نے ہی میری صلاحیتوں کی تعریف نہیں کرنی تو دوسرے لوگ کیا میری قدر کریں گے ۔ میرے آفس میں میرے سے زیادہ ذمہ دار آدمی کوئی نہیں ہے ۔ اور آپ ہر دفعہ لا پا کہ میری ہا تھ پکڑا دیتی ہیں ۔ دشمن آپکی بات سے بہت ہو رہے ہیں۔ "

اُسکا اشارہ امثال کی جانب تھا۔

دو چار تسلی کے بول بولنے اور تین چار وعدے کرنے کے بعد ماتھے سے ان دیکھا پسینہ صاف کرتے ہوئے بولا ۔۔

" آج آپکے چھوٹے بیٹے کا انٹرویو تھا۔ کیسا گیا ؟ ۔ "

" اللہ جانے کیسا گیا ہے ۔ وہ تو ایسے تھکا ہوا آیا تھا جیسے انٹرویو دیکر نہ آیا ہو ۔ بلکہ کسی میراتھان میں دوڑ کر آیا ہے ۔ آتے ساتھ سو گیا پھر اُٹھ کر شام سے باہر نکلا ہوا ہے ۔ ابھی تک واپسی نہیں ہوئی ۔ "

" ثمرہ کی کال آئی تھی ۔ کہہ رہی تھی ۔ امی کو بتا دینا کل مری سے واپس آرہی ہوں ۔ یاد سے میری ساس کو فون کر دیں ۔ کہ ثمرہ کو دو ماہ کے لئے میکے بھیج دیں ۔ "

" یہ لڑکی بس میری ناک کٹوائے گی ۔ دو ہفتے مری رہ کر بھی اسکا دل نہیں بھرا ۔ ساس اسکی بچاری بیمار عورت ہے ۔ گھر میں لاکھ نوکر سہی پر اسکی ضرورت سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا ۔ تم نے کہہ دینا تھا۔ آرام سے اپنے گھر بیٹھو جب خیر سے میرے فلک شیر کا بھائی یا بہن آجائے تو دیکھنے آجانا ۔ "

" یہ نیک کام آپ خود ہی کیجئے گا ۔ میں تو کہتا ہوں ۔ بچاری کے پاس یہ جو چار دن آزادی کے ہیں ۔ اسکو گھومنے پھرنے دیں۔ جب عبداللہ کی سکولنگ سٹارٹ ہو گئی ۔ پھر کہاں ایسے آیا جایا کرے گی ۔ "

" ابسام تم اپنے بہن بھائی کی صفائی دینے میں ہمیشہ سے ماہر ہو ۔ میں کونسا اُس کی دشمن ہوں ۔ پر انسان کو تھوڑا سوچ سمجھ سے کام لینا چاہیے ۔

ساس کی طبیعت بہتر ہو تو جتنے دن مرضی چاہے ۔ ہماری طرف رہ لے ۔
کون روک رہا ہے اچھا اب تم اُسکا خیال رکھنا میں فون بند کر رہی ہوں ۔ "
" اپنی بہن کو بھی بتا دیجیے گا ۔ یہ نہ ہو دو منٹ بعد اُنکی آدھے گھنٹے کی کال آجائے ۔ میرا ڈنر درمیان میں ہی پگھل رہا ہے ۔ "
" وہ بہت غُصے میں ہے ۔ کال نہیں کریں گی ۔ سیدھی چھترول کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ خُدا حافظ ۔۔ "
ماں کو جواب میں اللہ حافظ بول کر فون صوفے پر رکھتے ہوئے بولا ۔۔۔
" ان لوگوں کے لیے میں نے اپنی اسلام آباد والی جاب چھوڑ دی ۔ اپنا ذاتی گھر کرائے پہ دیکر مستقل انکے ساتھ رہ رہا ہوں ۔ پھر بھی یہ لوگ راضی نہیں ہوتے ۔ "
امشال.اس دوران لڑکی کا شکریہ ادا کرکے اُسے وہاں سے بھیج چکی تھی ۔
" کن لوگوں کی بات کر رہے ہو؟ ۔۔ "
" یار یہی میرے اور تمہارے گھر والے اور کون ۔۔ "
" شرم کرو کیا بول رہے ہو ۔ "

" میں کیوں شرم کروں ۔ میں نے شادی شرم کرنے کے لیے نہیں کی تھی ۔ "

" تو کون تمہیں کہہ رہا ہے ۔ نقاب پہن کر گھومو۔۔ ایک تو مفت میں سب گھر والے تمہارے بیٹے کے نخرے دیکھتے ہیں ۔ اتنا پیار دیتے ہیں ۔ اُنکا شُکریہ ادا کرنے کی بجائے اُلٹا صاحب جی نے شکوے پالے ہوئے ہیں ۔ "

" میں کس بات کا شُکریہ ادا کروں ۔ اپنے پوتے ' بھتیجے ' بھانجے ' نواسے کو پیار دیتے ہیں ۔ کوئی احسان نہیں کرتے ۔ شُکریہ تو اُنکو میرا ادا کرنا چاہیے ۔ جو اپنی بیوی اور بیٹے کو ان سب سے ملنے دیتا ہوں ۔ ورنہ میں تو تم دونوں کو سب سے چھپا کر رکھوں ۔ جہاں صرف میں ہی تم دونوں کو دیکھ سکوں۔ اور میں ہی پیار کر سکوں کسی اور کے باپ کہ اجارہ داری نہ چلے ۔ "

امشال کا چہرہ ہنسی روکنے کے چکر میں سُرخ ٹماٹر ہو رہا تھا۔ بڑی مُشکل سے بولی ۔

" توبہ توبہ ۔۔۔ تم تو انتہائی شدت پسند انسان ہو ۔ شُکر ہے ۔ دہشت گرد نہیں ہو ۔ "

" ہنس لو ہنس لو اور جو وہ تم دس دفعہ میرے ماں باپ کو یہ پوچھنے جاتی ہو ناں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے ۔ وہ کوئی بچے نہیں ہیں ۔ اگر اُنکو کُچھ چاہیے ہو گا۔ خود ہی جا کر لے لیں گے ۔ "

" وہ تو میں تم سے بھی پوچھتی ہوں ۔ کیا تمہیں بھی پوچھنا چھوڑ دوں ۔ "

" میں غیروں کی بات کر رہا ہوں ۔ اپنی نہیں۔ "

امثال ہنستی چلی گئی جانتی جو تھی ۔ سب ڈرامہ کر رہا ہے ۔ اپنے ماں باپ کی عزت میں خود ابسام نے بھی کبھی حرف نہیں آنے دیا تھا۔ مگر امثال کو تنگ کرنے کو وقتاً فوقتاً ایسے شُغل لگاتا رہتا تھا۔

امثال عشاء کہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو ابسام نے مووی لگا دی ۔

" آج پلیز فلم دیکھنے کے دوران اپنی کمنٹری بند رکھنا۔ نہیں تو میں فلم بند کر دونگا ۔ "

" اچھا ایویں نہ رُعب جھاڑا کرو ۔ اگر تمہیں مووی دیکھنے کے دوران بولنا اتنا ہی بُرا لگتا ہو ۔ تو تم ضد کر کے ہر مووی میرے ساتھ بیٹھ کر نہ دیکھو ۔ "

" تم کافی سمجھدار ہوتی جا رہی ہو ۔ "

"جناب میں پیدا ہی سمجھدار ہوئی تھی ۔"

" نہیں خیر اب اتنی بھی انی نہ ڈالو ۔"

" مووی ہے کس کی ؟۔۔"

" بین ایفلک اور کیون کوسٹلر کی ۔۔۔ کریمنل ۔۔"

" ہائے میرا فیورٹ بین ایفلک ۔۔۔۔ اُسکی سمائل میں اتنی معصومیت ہے ۔ بالکل بچوں جیسی ۔۔۔"

" تم میرے سامنے اپنے فیورٹ ہیروز کی تعریف کرنے سے پرہیز کیا کرو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی ۔

" کیا تم جیلس ہوتے ہو ؟ ۔۔"

" ہو بھی سکتا ہوں ۔"

" تم بھی تو جینیفر لورنس کی تعریف کرتے ہو ۔ میں نے تو کبھی بُرا نہیں منایا ۔"

مووی میں بین کے مرنے پر امثال نے نہ صرف آنسو بہائے ۔ بلکہ کوسنے بھی دیئے ۔

" کیا تھا جو یہ کیون کی جگہ بین کو اور بین کی جگہ کیون کو لے لیتے۔ "

" اُس سے کیا ہونا تھا۔ "

" بین مووی کے اینڈ تک نظر تو آتا۔ کیون بھی کلاس کا ایکٹر ہے۔ پر بین تو بین ہے نا۔ پر آور آل مووی واز گریٹ تھینک یو۔ "

" یو آر ویلکم ۔۔۔ اُٹھ کہ اُٹھ کے کہاں جا رہی ہو۔ ؟۔۔ "

" میں مزید نہیں بیٹھ سکتی بس بول گئی ہے۔ اور ٹھنڈ بھی لگ رہی ہے۔ "

" چلو میں تمہیں بیڈ روم دیکھا دیتا ہوں۔ آرام کر لو۔ "

ابسام اُسے کمرے میں چھوڑ کر خود واپس باہر آیا۔ ملازم کے ساتھ مل کر ٹی وی اسٹینڈ کھینچ کر اندر کیا۔ دوسرا کام ملازم نے خود ہی کر لیا۔ جب تک وہ سارے دروازے بند کر کے اندر آیا۔ امثال جی گہری نیند میں جا چکی تھیں۔ ابسام نے کپڑے بدلے ایئر کنڈیشنر کی کولنگ تھوڑی کم کی اور امثال کے اوپر کمبل برابر کر کے خود بھی لیٹ گیا۔ نیند کی وادی میں اُترتے زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔

وہ یہ سمجھ رہی تھی۔ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔

جس میں اُسکا جسم انتہائی شدید درد سے گزر رہا ہے۔ مگر اچانک آنکھ کھلنے پر احساس ہوا۔ وہ خواب نہیں حقیقت تھی۔ پہلے تو اجنبی جگہ دیکھ کر گھبرائی مگر نیم اندھیرے میں بیڈ پہ موجود ابسام کو دیکھ کر سکون ہوا۔

"سُنو مجھے درد ہو رہی ہے اُٹھ جاؤ۔"

اُس نے کہا تو مگر ابسام کہ نیند میں خلل نہیں آیا۔ اس دفعہ اُس نے ہاتھ بڑھا کر ابسام کا شانہ زور سے ہلایا۔

"گھر جانا ہے ۔۔۔۔ اُٹھو ۔۔۔۔ !! ۔۔"

اب کے وہ فوراً اُٹھ بیٹھا۔

"یو اوکے ۔۔۔ ؟ ۔۔"

"نہیں ۔۔ پلیز امی یا خالہ کو فون کرو۔"

امشال کی پُر نم آواز پہ وہ ٹوٹے ہوئے سپرنگ کی طرح بیڈ سے نکلا تھا۔ پہلے لائٹ آن کی ۔۔ پھر اُسکے پاس آیا۔

"کیا بہت تیز درد ہے ؟ ۔۔"

اس دفعہ اُس نے بس اثبات میں سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

ابسام اپنا موبائل لیکر کمرے سے نکل گیا۔
سب سے پہلے ڈاکٹر فرحت کو کال کی۔ جو انہوں نے بڑی لیٹ اُٹھائی۔ بعد میں پتا چلا وہ ابھی ہاسپٹل سے آکر سوئی ہی تھیں۔ جب ابسام کی کال آگئ۔ پر اُنہوں نے ابھی آئی کہہ کر فون رکھا۔ ابسام نے ڈرتے ڈرتے امی کا نمبر ملایا۔ جو کہ دوسری بیل پہ ہی اُٹھایا گیا۔

" ہیلو ؟ ۔۔ "

" امی میں بول رہا ہوں۔ آپ زرا واصف کے ساتھ ادھر آجائیں۔ میں واصف کے فون پہ اڈریس ٹیکسٹ کر دیتا ہوں۔ "

" دیکھا وہی ہوا نا۔۔ جلدی سے اُسکو ہاسپٹل لے جاؤ۔ "

" ڈاکٹر آرہی ہے۔ چیک اپ کر کے اگر بولے گی تو ہاسپٹل ہی لیکر جاؤنگا ۔ آپ تو آئیں۔ "

" ہاں اب اور کچھ نہیں تو ماں پر رُعب ڈالو۔ "

آدھے گھنٹے بعد دادی نانی دونوں آچکی تھیں۔ ڈاکٹر نے بھرپور تسلی دی ہاسپٹل لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اُن دونوں بہنوں کو ہی

بے یقینی تھی ۔

" ڈاکٹر اندر اپنی نرس کے ہمراہ امثال کے ساتھ مصروف تھیں ۔ اور باہر یہ دونوں بہنیں ابسام کو گھیرے بیٹھی تھیں ۔

" مجھے تو اس ڈاکٹر کی سمجھ نہیں آ رہی ۔ ہمیں تسلیاں دے رہی ہے ۔ حلانکہ نہ ادھر آکسیجن کا انتظام ہے ۔ نہ کسی قسم کی کوئی مشنری ہے ۔ "

ابسام خود پریشان تھا ۔ اندر سے آتے امثال کی دبی دبی چیخیں دل چیر رہی تھیں ۔

" آپ دونوں نے چپ کرنا ہے ۔ یا مجھے ہارٹ اٹیک کروائینگی ۔ بتایا تو ہے ۔ ڈاکٹر کہتی ہیں ۔ لیبر آخری لمحات میں ہے ۔ اتنا وقت نہیں ہے ۔ جو اُسکو کہیں اور لے جایا جاسکے ۔ "

" تو تم اُسکو پہلے ہی کیوں نہ لے گئے ۔ یہ نوبت ہی کیوں آنے دی ۔ "

" جب اُس نے مجھے بتایا اُسی وقت میں نے ڈاکٹر کو کال کر دی تھی ۔ "

اُس نے صفائی دی ہی تھی کہ ساتھ ہی اُسکی امی بولیں ۔

" ہائے میرے اللہ نہ جانے کتنی دیر سے میری بچی درد سے تڑپ رہی ہو گی

اور تم اُس کے پاس پڑے سو رہے ہو گے ۔"

ابھی مزید بھی کچھ کہتیں پر ڈاکٹر کے بُلانے پر دونوں اندر چلی گئیں ۔

اور وہ دل ہی دل میں اللہ کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا ۔

" اندر موجود تخلیق کی آخری سختیوں سے گزرتی عورت آپکی عطا کردہ نعمتوں میں سے میرے دل کے بہت قریب ہے ۔ آپکو آپکے محبوب ﷺ کا واسطہ اُس پہ اپنی رحمت کریں ۔ اُسکی تکلیف میں کمی کریں ۔ اُسکو اپنی امان میں رکھیں ۔ میں نے اُسکو آپکی پناہ میں دیا ۔ آپکی پناہ سے بڑی کر میرے پاس کوئی قلعہ نہیں جہاں میں اُسکو محفوظ رکھ سکوں ۔"

وہ ننگے پاؤں بیرونی روازے کی سیڑھیوں پہ آنکھیں موندھے بیٹھا تھا ۔ جب اندر سے نو مولود بچے رونے کی آواز آئی ۔

پہلے اُس نے بے یقینی سے آنکھیں کھولیں پھر گردن مُوڑ کر اندر کی جانب دیکھا وہاں سے آتی خواتین کی ہنسی کی آواز سُن کر مسکرا دیا ۔ دروازے سے باہر نظر آتے آسمان کی جانب نگاہ کر کے ہنستے ہوئے بولا ۔

" تھینک یو سوہنیو تسی گریٹ او ۔۔"

ابھی دن بھی نہیں نکلا تھا ۔ جب دونوں کے گھر سے والد بھی آگئے ۔ صبح تک ثمرہ بھی بچوں کے ساتھ پہنچ گئی ۔

وہ دو بیڈ روم کا کاٹج جو ابسام نے یہ سوچ کر پورے ہفتے کے لیے بُک کروایا تھا۔ کہ چھٹیاں یہاں گزارے گا۔ ہریالی میں گھرا وہ لگژری کاٹج سب کو اتنا بھایا کہ کوئی بھی وہاں سے نکلنے کو تیار نہ ہوا۔ ساری صورتحال میں امثال کو اپنے شوہر کی شکل پر بجے بارہ دیکھ کر ہنسی آتی جو جواب میں اُسکو مصنوعی گھوریو سے نوازتا۔ وہ اُس پر غصہ کرنا بھی چاہتا تو نہیں کر سکتا تھا۔

آج وہ ایک ہفتے کی چھٹی گزار کر واپس آفس گیا ہوا تھا۔ جہاں سے شام ڈھلے ہی واپسی ہوئی۔ سوائے اُسکے ابو' دادا اور اعجاز ماموں کے باقی ساری فیملی سیٹنگ روم کے کارپٹ پہ دستر خوان بچھائے ڈنر کرنے میں مصروف تھے۔ الماس آ نہیں پائی تھیں۔ مگر ہر روز وڈیو چیٹ ہو رہی تھی۔

وہ سب پہ سلامتی بھیجتا ہوا۔ اندر کی جانب بڑھ گیا۔

دروازے سے دور ہی تھا۔ امثال کی آواز کانوں میں پڑی۔ جو فلک شیر اُرف شیرو کو ڈانٹ رہی تھی۔

"شیرو میری جان ایسے نہ کودو ابھی تمہاری بہن بڑی نازک سی ہے۔ اُس کے اوپر تمہارا ایک پاؤں بھی آگیا نا تو مر جائے گی۔"

شیرو کی ہنسی اور امثال کی جھنجھلائی ہوئی آواز

اُس نے دروازہ کھولا۔

سُرخ ٹراوزر پہ سفید شرٹ پہنی ہوئی تھی ۔ بالوں کو ڈھیلے سے جوڑے میں باندھا ہوا تھا۔ بیڈ کی پائنتی کی جانب درمیان میں کھڑی ہو کر فلک شیر کو پکڑنے کی کوشش میں تھی ۔ جو ہاتھ نہیں آرہا تھا۔ چھوٹی فجر بیڈ کے درمیان میں بے خبر سو رہی تھی ۔ جب شیرو کودتا تو ڈر کے ہاتھ اوپر کو اُٹھاتی ضرور پر جاگتی پھر بھی نہیں تھی ۔ آخر بہن کس کی تھی ۔

امثال کی نظر شوہر پہ پڑی تو بیٹے کو ڈرانے کی نیت سے بولی ۔

" تمہارے بابا آگئے ہیں ۔ میں انکو کہتی ہوں ۔ تمہاری پٹائی کریں ۔ "

" بابا پٹائی نہیں کرتے ۔ پاری کرتے ہیں ۔ "

" اگر بہن کو رُلاؤ گے تو پٹائی ہی کریں گے ۔ "

ابسام کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا ۔

" شہزادے کیا کر رہے ہو ۔ "

" جمپ کر رہا ہوں ۔ "

اس دفعہ پھر اُس نے جمپ مارا تو فجر کچھ زیادہ ہی مائینڈ کر گئی ۔ پورے جوش سے رونے لگی ۔ شیرو کا منہ زیرو کی شیپ میں کُھلا ۔ پہلے حیرت سے ماں کو دیکھا پھر باپ کو اُسکے بعد فجر کے قریب گرنے کے انداز میں بیٹھ کر اُسکو زور زور سے تھپکنے لگا ۔ ابسام تیزی سے آگے آیا ۔ اور بیٹے کو گود میں اُٹھا لیا ۔ امثال فجر کی جانب

متوجہ ہوگئی ۔

" ہتھوڑے کی طرح ضرب مارتے ہو یار ابھی اپنا لاڈ پیار دیکھانے سے پرہیز کیا کرو ۔"

جواب میں شیرو منہ بسورتے ہوئے بولا ۔

" بے بی گندی ہے ۔"

" کیوں ؟ ۔"

" روتی ہے ۔"

" تم ایسا برتاؤ کروگے ۔ تو اُس بچاری نے رونا ہی ہے ۔"

ابسام اُسکو گود میں لیے ہی بیڈ پہ نیم دراز ہوگیا ۔

شیرو اُس کے پیٹ پہ بیٹھا اُسکی جیکٹ میں لگا چین اُتارنے کے چکروں میں تھا ۔

" میں نے بلی لینی ہے ۔"

" ہاں تاکہ تم دو دن میں اُسکی گردن مڑوڑ کر مار دو ۔"

امثال نے فجر کو چپ کروا کر واپس لٹاتے ہوئے کہا ۔ شیرو کو ماں کی بات زیادہ پسند نہیں آئی ۔

جبکہ ابسام مُسکراتے ہوئے بتانے لگا ۔

" باہر ثمرہ اپو کے پاس بلی ہے ۔

جاؤ جاکر لے لو۔"

شیرو کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔

"ابو ؟ بلی ؟۔۔"

ابسام نے ہنستے ہوئے اُسکو اُتار کر نیچے فرش پہ کھڑا کیا۔

دوسرے پل وہ بلی بلی کرتا باہر کو بھاگ گیا۔

ابسام واپس لیٹ گیا۔

جہاں ابسام کا سر تھا۔ وہیں ایک ہاتھ کی دوری پہ وہ بیٹھی ہوئی تھی۔

" آج تو صاحب جی کافی تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔"

اُس نے ہاتھ بڑھا کر ابسام کے بالوں کو چھُوا۔ ڈارک گرے فارمل سوٹ پر گہری نیلی ٹائی میں وہ صحت مند و توانا' ہینڈسم مرد تھا۔

" نہیں بس ٹھیک ہی ہے۔ تم سُناؤ طبعیت ٹھیک ہے ؟۔"

" تمہارے سامنے ہوں۔ وہ میں نے ایک درخواست کرنی تھی۔"

" بولو۔۔"

" یہ جگہ سب کو بڑی پسند آئی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہم یہاں ایک ہفتے کی بجائے ایک مہینہ رُک جائیں۔"

ابسام نے آنکھیں کھول کر اُسکو دیکھا۔

" دانت پیستے ہوئے بولا۔ " اور کچھ۔ ؟ "

" تھینک یو ---"

امثال نے سر جُھکا کر اپنے لب اُسکی پیشانی پہ رکھے ۔

" اور کچھ --؟ _"

" آئی لو یو ---"

" کیا کہا ؟__"

" آئی لو یو --"

" آواز نہیں آئی ۔ دوبارہ بولو --"

" ابسام سکندر امثال ابسام لوز یو ویری مچ ---"

وہ مسلسل آنکھیں بند کئے مسکرا رہا تھا۔

" ویری مچ سمجھ آیا ہے ۔ اُس سے پہلے جو بولا وہ سنائی نہیں دیا ۔"

اب کے وہ اُس کے کان کے قریب جُھکی اور پوری قوت سے حلق پھاڑ کر چلائی ۔

" آئی لو یو --- --!!--"

وہ اپنے کان میں اُنگلی مارتا اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

کُھلے دروازے سے ثمرہ شیرو کی انگلی تھامے بڑبڑاتی ہوئی اندر آئی ۔

" ایک تو جب بھی میں کھانا کھانے بیٹھتی ہوں ۔ اُسی وقت تمہارے بیٹے کو پی شی آتا ہے ۔ بھائی آپ بہرے کب سے ہوئے ہیں ؟ اور یہاں کیا کر رہے ہیں ؟ "

"جھک مار رہا ہوں۔ آؤ تم بھی شامل ہو جاؤ۔"

وہ اُٹھ کر باہر نکل گیا۔

امثال کی ہنسی نے دور تک پیچھا کیا۔

ثمرہ شیرو کو لیکر باتھ روم میں چلی گئی۔

تنہائی پاتے ہی امثال کو ماضی کی یاد نے ایک پل کو گھیرا تو آنکھ میں بے اختیار نمی آگئی۔

اپنے رب سے خاطب ہو کر بولی۔

"بے شک آپ نے سچ فرمایا ہے۔ آپ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ میں نے تکلیف کے وقت میں صبر کیا۔ آپ نے میری تکلیف ختم کردی۔ بے شک آپ سے بڑھ کر اپنے بندوں کا حامی اور کوئی نہیں۔۔۔۔ شکر الحمدُاللہ۔۔"

اُس نے آنکھ سے بہنے والا اکلوتا آنسو صاف کیا اور مسکرادی۔